عمران سیریز نمبر 14

آہنی دروازہ

(مکمل ناول)

پیش رس

عمران سیریز کا چودھواں ناول "آہنی دروازہ" ملاحظہ فرمائیے... عمران ایک بالکل ہی نئے انداز میں پہلے ہی صفحہ پر نمودار ہوتا ہے!... وہ خود اپنی ٹو سیٹر ڈرائیو کر رہا تھا... لیکن دو ٹٹو اس کی راہ میں حائل ہو جاتے ہیں... !ٹٹو نہیں بلکہ دو لڑکیاں جو ٹٹوؤں پر سوار تھیں... وہ ان سے بھیک مانگتا ہے۔ عمران ہی ٹھہرا! کوئی نہیں کہہ سکتا وہ کب کیا کر بیٹھے... پھر وہ ایک جگہ اوٹ پٹانگ طرح شطرنج کھیلتا ہوا نظر آئے گا... اسے لڑکیوں کے ایک کالج میں تقریر کرتے دیکھئے... اور قہقہے لگایئے... ایک دلچسپ بوڑھا سردار داراب جو عمران سے کسی طرح کم نہیں تھا وہ عمران سے ایک دلچسپ انتقام لیتا ہے ایسا کہ سردی کے باوجود بھی عمران پسینے میں نہا جاتا ہے۔ انتقام کی نوعیت پر... عمران کو ہنسی بھی آتی ہے اور غصہ بھی!...

آہنی دروازہ جسے سنسان راتوں میں کوئی جھنجھوڑتا ہے... دروازے کے پیچھے بھیڑیے کی خوفناک آواز سناٹے میں تیرتی ہے۔ آہنی دروازے کا راز؟... ایک نیک دل آدمی جو خطرات

میں گھرے ہونے کے باوجود بھی کسی کے خلاف شبہ ظاہر کرنے سے انکار کر دیتا ہے؟ عمران کے لئے نئی دشواری لیکن وہ اپنے انوکھے طریقوں سے تفتیش کی گاڑی آگے بڑھاتا ہے اور آخر کار.... مجرم اتنے بھیانک روپ میں اور ایسی خطرناک اسکیم کے ساتھ سامنے آتا ہے جس کی خود عمران کو بھی توقع نہیں تھی۔

واقعات کی ابتدا بہت ہی معمولی پیمانے پر ہوتی ہے اور بظاہر اسے کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی جا سکتی! لیکن اس کی پشت پر کتنی زبردست اسکیم تھی آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے.... پھر آپ کو معمولی سی حرکت ایک بہت بڑی سازش کا پیش خیمہ نظر آئے گی۔ جسے عمران بھی اکثر محض مذاق تصور کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

ابن صفی

(۱)

عمران نے کار روک دی!.... دور تک سرسبز پہاڑیاں بکھری ہوئی تھیں اور سورج ان پر رنگ بکھیرتا ہوا مغرب میں چھپ رہا تھا.... دور کی پہاڑیوں پر ہلکی سی دھند چھائی ہوئی تھی.... وہ کار سے نیچے اتر کر دوربین لگائے ہوئے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ ابھی اور کتنا چلنا پڑے گا۔ ان اطراف میں پہلی بار اس کا گذر ہوا تھا۔ ابھی تو اسے سڑک کے کنارے وہ نشان بھی نہیں ملا تھا جہاں رک کر اسے آگے جانے کے لئے راستہ تلاش کرنا تھا۔

دار گڑھ پیچھے رہ گیا تھا.... اسے سردار گڑھ سے دس میل آگے جانا تھا.... اس نے دوربین آنکھوں پر سے ہٹا دی اور کار سے کافی کا تھرماس نکال کر اس کے ڈھکن میں کافی انڈیلی اور ہلکی چسکیوں کے ساتھ اسے ختم کرنے کے بعد پھر اسٹیرنگ سنبھال لیا.... لیکن ابھی کار اسٹارٹ بھی نہیں کی تھی کہ پچھلے موڑ پر اسے گھوڑوں کی ٹاپیں سنائی دیں اور ساتھ ہی فضا میں سریلے ترنم کے قہقہے بھی لہرائے.... عمران مڑ کر دیکھنے لگا......

دو نوجوان لڑکیاں ٹٹوؤں پر سوار اسی طرف آ رہی تھیں!.... مگر یہ پہاڑی دہقانوں میں سے نہیں تھیں!.... کیونکہ ان کے جسموں پر جدید طرز کا شہ سواری کا لباس تھا اور ان کے ریالے بال مغربی تراش کے تھے۔ وہ عمران کو گھورتی ہوئی قریب سے گذر گئیں!.....

یہ سڑک زیادہ چوڑی نہیں تھی!.... اور ان کے ٹٹو برابری سے اتنے فاصلے سے چل رہے تھے کہ ان کے درمیان سے کار نکال لے جانا آسان کام نہیں تھا.... جب وہ اگلے موڑ پر نظروں سے اوجھل ہو گئیں تو عمران نے دوبارہ اپنی ٹو سیٹر اسٹارٹ کر دی!.... لیکن اس موڑ سے گذرنے کے بعد بھی وہی مسئلہ درپیش رہا۔ یعنی اتنی جگہ نہیں تھی کہ وہ دونوں کے درمیان سے کار نکال لے جاتا۔

اس نے پے در پے کئی بار ہارن دیا لیکن ٹٹوؤں کے درمیانی فاصلے میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی اور لڑکیاں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر صرف ہنس پڑیں۔

"میں اس تفریح میں ضرور شرکت کرتا....." عمران چیخ کر بولا۔ "لیکن مجھے جلدی ہے..... براہ کرم اپنے ٹٹوؤں کو ایک طرف کر لیجئے؟"

لیکن..... بے سود!..... وہ اسی انداز میں چلتے رہے!.....

"خدا تم سے سمجھے۔" عمران آہستہ سے بڑبڑایا..... اور اس کی کار آہستہ آہستہ رینگتی رہی!..... لیکن وہ اس ویران سڑک پر ان "ٹٹو والیوں" کی موجودگی پر متحیر ضرور تھا.....

وہ کار روک کر اتر پڑا اور پھر اس نے ٹٹوؤں کے سامنے پہنچ کر ان کی باگیں پکڑ لیں۔

لڑکیاں اس کی بے تکلفی پر متحیر رہ گئیں!..... لیکن وہ قطعی خوفزدہ نہیں تھیں۔ کیونکہ عمران کی شخصیت میں کوئی ایسی چیز تھی ہی نہیں جس کا رعب دوسروں پر پڑ سکتا.....

وہ سر سے پیر تک احمق نظر آ رہا تھا..... لڑکیاں اسے چند لمحے گھورتی رہیں پھر ایک نے جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ "کیا بات ہے۔"

"اللہ کے نام پر....." عمران نے کسی گھگھیاتے ہوئے فقیر کی طرح ہاتھ نکال دیئے۔

"کیا بکواس ہے....."

"ہمیشہ دعا دیتا رہوں گا..... اللہ جوڑی سلامت رکھے۔"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا یہ نہ سمجھنا کہ ہم تنہا ہیں!" دوسری لڑکی آنکھیں نکال کر بولی۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے ساتھ ٹٹو بھی ہیں..... اللہ کے نام پر..... ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ یہاں آس پاس کوئی نہیں ہے۔"

"پیچھے ہٹو!....." پہلی لڑکی غرائی اور یک بیک اس نے اعشاریہ دو پانچ کا پستول نکال لیا۔

"ارے..... باپ رے....." عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ "میں تو سمجھا..... بھیک مانگ رہا تھا۔"

"مرمت۔" دوسری لڑکی نے پہلی کی طرف دیکھ کر آنکھ دبائی۔

"ایک پیکٹ چیونگم اللہ کے نام پر" عمران نے پھر ہانک لگائی۔

"چیونگم چاہئے۔" دوسری لڑکی نے پوچھا۔

"ہاں..... خدا بھلا کرے....."

"قریب آؤ....."

عمران آگے بڑھا۔ پھر بڑی تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ لڑکی کا اٹھا ہوا ہاتھ پوری قوت سے گھوما تھا اور وہ عمران کے پیچھے ہٹ جانے پر جھونک میں گرتے گرتے بچی۔

"اللہ غارت کرے تمہیں۔" عمران بسور کر بولا۔ "فقیروں سے ہاتھا پائی کرتی ہو۔ ابھی میرے پاس اللہ کا دیا سب کچھ موجود ہے مگر خاندانی فقیر ہوں..... کبھی کبھی برکت کے لئے بھیک مانگ لیتا ہوں..... مگر ایسی ہی جگہ جہاں کوئی یہ نہ جانتا ہو کہ میں ڈپٹی کلکٹر ہوں۔"

عمران نے یہ سب کچھ انتہائی سنجیدگی سے کہا تھا۔ لڑکیاں اب پھر اسے گھور رہی تھیں۔

"پیچھے ہٹ جاؤ!" اس لڑکی نے کہا جس کے ہاتھ میں پستول تھا۔

"افسوس کہ میں اپنی بین گھر بھول آیا ہوں۔ جب تو آپ کو یقین آتا کہ میں فقیر ہوں۔ وہ اس وقت موجود نہیں ہیں۔ لیکن ٹھہریئے!....." عمران اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالنے ہی والا تھا کہ لڑکی نے کڑک کر کہا۔ "خبردار اپنے ہاتھ اٹھائے رکھو۔"

"خیر تو میں آپ کو یقین نہیں دلا سکتا کہ میں فقیر ہوں....." عمران نے مایوسی سے کہا۔

"یقین کے لئے تمہاری کار ہی کافی ہے۔" دوسری لڑکی بولی۔

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ خدا کا دیا سب کچھ موجود ہے۔ مگر میں خاندانی فقیر ہوں۔ ہمارے خاندان کے لوگ دن بھر تجارت شاعری اور نوکری کرتے ہیں..... رات بھیک مانگتے گذرتی ہے۔ ہمارے بزرگوں کا قول ہے کہ اپنی اصلیت نہ بھولو۔"

"[illegible] تمہارے بزرگ۔"

"تمہارے بزرگ کیسے ہیں!" عمران نے پوچھا!

"[illegible] بھی نہیں ہیں....."

"پھر اگر تم کوشش کرو تو میں بھی انہیں اپنا بزرگ بنا سکتا ہوں۔" عمران نے کہا اور وہ جھینپ کر اسے برا بھلا کہنے لگی.....

"اللہ کے نام پر....." عمران نے پھر ہانک لگائی۔

"تم نہیں ٹلو گے....." پہلی لڑکی دہاڑی۔

"ایک پیکٹ چیونگم..... میرے ختم ہو گئے ہیں۔"

"میں گولی مار دوں گی....."

"مار دو تم بھی کیا یاد کرو گی کسی فقیر سے واسطہ پڑا تھا۔"

یک بیک اس نے اپنا ٹٹو عمران پر دوڑا دیا..... لیکن وہ آگے نکل چلی گئی..... کیونکہ عمران بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا تھا..... ٹٹو دوڑتا رہا۔ شاید وہ بے قابو ہو گیا تھا۔

"دیکھا تم نے۔" عمران نے دوسری لڑکی سے کہا۔ "یہ تھا فقیروں سے دل لگی کا نتیجہ..... اب اسے کسی کھڈ میں گرا دے گا..... اور ہڈیاں چور ہو جائیں گی۔"

"ہٹو سامنے سے مجھے جانے دو۔" دوسری لڑکی کچھ نروس سی نظر آنے لگی تھی۔

"ایک پیکٹ چونگم۔ ورنہ تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ تمہارے پاس تو پستول بھی نہ ہوگا۔"

"ہے میرے پاس۔"

"جھوٹ۔ سفید جھوٹ۔ ہوتا تو اب تک تم بھی نکال چکی ہوتیں۔"

"سامنے سے ہٹ جاؤ.... باگ چھوڑو۔"

"ایک پیکٹ چونگم....."

"کمینے ہو تم۔" لڑکی نے شکار کے تھیلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ اور چونگم کا پیکٹ نکال کر اس کی طرف اچھال دیا۔

"خدا اچھا رکھے۔" عمران نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا۔

"جاؤ اب تم جا سکتی ہو.... لیکن اب اگر راستے میں کہیں تم لوگوں نے میرا راستہ روکنے کی کوشش کی تو معاملہ ایک پیکٹ چونگم پر نہیں ٹلے گا..... سمجھیں۔"

عمران ایک طرف ہٹ گیا.... اور وہ ٹٹو کو مہمیز کر کے آگے بڑھ گئی۔

عمران پھر کار میں آبیٹھا.... وہ سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکیاں قرب و جوار ہی میں کہیں رہتی ہوں گی۔ ورنہ اس طرح لمبا سفر کرنا تو قرین قیاس نہیں.... ویسے اس لڑکی کے پاس کسی پستول کی موجودگی نے اسے الجھن میں ڈالا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ان اطراف میں رہنے والے زیادہ تر سرمایہ دار قسم کے لوگ ہیں۔

سردار گڈھ اپنے نواحی علاقوں سمیت مٹی کے تیل کے چشموں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ جہاں کی آبادی مزدوروں، کلرکوں، تاجروں اور سرمایہ داروں پر مشتمل تھی۔

پچاس سال پہلے تو یہاں خاک بھی نہیں اڑتی تھی کیونکہ یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا۔ عمران اپنی زندگی میں شائد تیسری بار سردار گڈھ آیا تھا.... لیکن اس حصے تک آنے کا پہلا اتفاق تھا۔ ان دونوں لڑکیوں کے متعلق سوچتے ہوئے اس نے کار اسٹارٹ کر دی۔ ہو سکتا ہے وہ اس مقام سے واقف رہی ہوں جہاں عمران کو پہنچنا تھا۔

لڑکیوں سے دوبارہ ملاقات ہونے میں دیر نہیں لگی۔ وہ ٹٹوؤں سے اتر کر ایک چٹان پر بیٹھی عمران کی رکتی ہوئی کار کو گھور رہی تھیں.... عمران کار سے اتر کر سڑک پر کھڑا ہو گیا۔

لڑکیاں خاموش بیٹھی رہیں، پھر عمران ان کی طرف بڑھا۔

"میں دراصل...." عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا مگر دوسری لڑکی نے اس کا جملہ پورا کر دیا۔

"اب آپ لوگوں کو بین سنا کر سانپ دکھاؤں گا....."

"بے حد افسوس ہے۔ میں اور سانپ گھر چھوڑ آیا ہوں.... لیکن آپ کو کچھ ضرور دکھاؤں گا۔"

"دور ہی رہنا...." پہلی لڑکی بگڑ کر بولی۔ "ورنہ سچ مچ میں گولی مار دوں گی۔ تمہاری وجہ سے میرے پیر میں چوٹ آگئی ہے۔"

"ٹٹو کی بدولت...." عمران نے معصوم آواز میں کہا۔ "کسی خاتون کو ٹٹو پر بیٹھے دیکھ کر مجھے بڑا حسد ہوتا ہے۔"

"کیوں پیچھے پڑے ہو.... ہمارے.... اپنا راستہ لو۔"

"راستہ تو آپ ہی نے روکا تھا....." عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "اب مجھے راستہ بتایئے.... اس کے عوض میں آپ کا دل خوش کر دوں گا.... سانپ تو نہیں ہے میرے پاس.... مگر....."

عمران نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ڈبہ نکالا اور اس کا ڈھکن اٹھاتے ہوئے ان کے سامنے پیش کر دیا۔ ڈبے میں پانچ بڑے بڑے بچھو تھے۔

"ان کے لئے بین ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ بھی بھینس ہی کی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔" عمران نے کہا۔

لڑکیاں چونک کر ایک دوسری کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھنے لگی تھیں۔ عمران اندازہ نہیں کر سکا کہ انہیں حیرت تھی یا وہ خوفزدہ ہو گئی تھیں۔

"اب آپ مجھے راستہ بتایئے...." اس نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"میں نہیں سمجھی...." اس لڑکی نے کہا جس نے کچھ دیر پہلے پستول نکالا تھا۔

"میں داراب کیسل جانا چاہتا ہوں۔"

"او...." وہ پھر دوسری لڑکی کی طرف دیکھنے لگی.... اور پھر یک بیک اس کا رویہ بدل گیا وہ مسکرا کر بولی۔ "داراب کیسل، ہاں نام تو سنا ہے۔ اوہو.... وہی تو نہیں جہاں سردار داراب رہتے ہیں۔"

"وہی.... وہی....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں آپ کا شکر گذار ہوں گا۔"

"مگر یہ کیسے ممکن ہے۔" لڑکی نے بڑے بھولے پن سے کہا۔

"آپ کار پر ہیں اور ہم...."

"او.... یہ...." عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔ "کار تو خیر ہے ورنہ میں ٹٹوؤں کو اس میں لے چلتا....!"

"اوہو.... کوئی بات نہیں۔" لڑکی نے کہا۔ "میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گی.... اور

یہ۔" اس نے دوسری لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ "میرا ٹو لے کر آجائے گی۔"

"نہیں آپ دونوں کار سے جائیے میں دونوں ٹٹوؤں پر بیک وقت سوار ہو کر چلوں گا۔" عمران نے خاکسارانہ لہجے میں کہا۔

"آپ آدمی ہیں..... یا....."

"میں آدمی ہی ہوں..... آپ مطمئن رہیں..... ویسے بھول جانے کا مرض بری طرح مجھ پر حاوی ہے مگر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا..... آئیے....."

"وہ لڑکی پتھر سے اٹھ گئی تھی اور دوسری لڑکی کو اشارے کرتی ہوئی عمران کے ساتھ چلنے لگی..... پھر وہ اس کے ساتھ کار میں بیٹھ گئی۔ عمران نے انجن اسٹارٹ کیا۔

"فی الحال سیدھے ہی چلیے۔" لڑکی بولی۔

"اوہ..... اچھا۔"

کار چل پڑی..... عمران خاموش تھا..... لڑکی بھی شائد گفتگو نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس کے انداز سے یہی معلوم ہوتا تھا۔ وہ نہ صرف کسی گہری سوچ میں تھی بلکہ چہرے سے تشویش بھی ظاہر ہو رہی تھی۔

"ہاں دیکھئے..... "اس نے کچھ دور چلنے کے بعد کہا۔ "اب کار بائیں طرف موڑ دیجیے....."

عمران نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ بائیں طرف ایک پتلی سی ڈھلوان سڑک تھی جس کی بائیں جانب ایک بڑا سا بورڈ نصب تھا اور بورڈ پر تحریر تھا "یہ راستہ عام نہیں ہے۔"

"ہائیں۔" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "یہ راستہ عام نہیں ہے۔ اس کا کیا مطلب..... کہیں آپ مجھے کسی مصیبت میں تو نہ پھنسا دیں۔"

"یہ سڑک سردار داراب کی ملکیت ہے اور ان کی قیام گاہ..... یعنی داراب کیسل تک جاتی ہے۔"

"آپ بھی وہیں کہیں قریب ہی رہتی ہیں۔" عمران نے پوچھا۔ "ہاں" مختصر سا جواب ملا۔

تقریباً دو فرلانگ چلنے کے بعد عمران کو ایک طویل و عریض عمارت دکھائی دی جو سچ مچ کیسل (قلعہ) ہی معلوم ہو رہی تھی۔ پھاٹک پر ایک سنتری بھی موجود تھا۔ اس نے کار کو گزر جانے دیا۔ عمران کو اس پر حیرت ہوئی..... لیکن پھر اس نے سوچا ممکن ہے۔ یہ لڑکی بھی اسی عمارت سے تعلق رکھتی ہو۔

دفعتاً اس نے اپنے بائیں پہلو میں کسی چیز کی چبھن محسوس کی اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اسے معلوم ہو گیا کہ وہ لڑکی کی پستول کی نال تھی.....

وہ اس وقت ایک بڑے پائیں باغ سے گزر رہے تھے۔ پھر کار جیسے ہی ایک رہائشی عمارت

کے سامنے پہنچی لڑکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"گاڑی روک کر انجن بند کر دو۔"

عمران نے بے چون و چرا تعمیل کی۔ لیکن اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ ایک معنی خیز سی مسکراہٹ۔

"اب چپ چاپ نیچے اتر آؤ....."

"اتر آیا چپ چاپ..... "عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"اگلا پروگرام....."

"چلو....." اس نے اسے پستول کی نال سے دھکا دیا۔

عمران چلنے لگا..... پھر وہ اس وسیع دالان پر پہنچ کر رک گئے جہاں گیارہ آدمی ملازموں کی وردی میں کھڑے تھے۔

"بابا کہاں ہیں۔" لڑکی نے انہیں میں سے ایک کو مخاطب کیا۔

"شطرنج کھیل رہے ہیں حضور۔"

"اچھا۔ اس آدمی کو پکڑ کر کہیں بند کر دو۔"

"ہائیں۔ یہ کیوں۔" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ "کیا یہ داراب کیسل نہیں ہے۔"

"تم داراب کیسل میں ہو۔" لڑکی نے اس کے پہلو سے ریوالور ہٹاتے ہوئے کہا۔ نوکر اسے نرغے میں لے چکے تھے۔

"اور تم مجھے بند کرا رہی ہو۔ اس خبر سے سردار داراب کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔"

"بند کر دو۔" لڑکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

نوکروں کے ہاتھ لگانے سے قبل ہی عمران ان کے نرغے سے نکل گیا اور ایک جگہ رکتا ہوا بولا.....

"تم مجھے بند کرنے کی جگہ دکھا دو میں خود ہی بند ہو جاؤں گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں ان لوگوں کے علاج پر کافی روپیہ صرف کرنا پڑے....." پستول کی نال پھر عمران کی طرف اٹھ گئی۔

"اے..... تم لوگ اسے دیکھو میں ابھی آئی....."

"ہاں..... یہ ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

نوکروں نے پھر اسے گھیر لیا۔ لیکن قریب پہنچ کر ہاتھ لگانے کی ہمت نہیں پڑی..... لڑکی اندر جا چکی تھی۔ عمران بڑی لاپروائی سے چیونگم کچلتا رہا۔ نوکر ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

کچھ دیر بعد لڑکی واپس آگئی۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ دونوں سن رسیدہ اور اچھی صحت والے تھے۔

"بابا..." لڑکی نے ایک کو مخاطب کر کے عمران کی طرف اشارہ کیا "یہی ہے۔"

"اوہم..." بوڑھے نے اپنے ناک پر عینک جما کر عمران کو نیچے سے اوپر تک دیکھا اور پھر عینک اتار کر اس کے شیشے صاف کرنے لگا۔ وہ چندھیائی ہوئی آنکھوں سے عمران کی طرف دیکھتا بھی جا رہا تھا۔ دوبارہ عینک لگا کر اس نے ایک طویل سانس لی اور پھر لڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔

"اس کے پاس بچھو موجود ہیں..." لڑکی بولی۔

"اوہم... ہاں... کہاں ہیں... کیوں... تم بچھو..." وہ عمران کی طرف دیکھ کر بڑبڑایا...

"میں بچھو نہیں ہوں۔" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا... "میں... میں ہوں... یعنی کہ علی عمران ایم-ایس-سی-ڈی-ایس-سی... اور پپ... پی ایچ ڈی..."

"میں پوچھتا ہوں... تمہارے پاس بچھو ہیں..." بوڑھے نے بھنا کر کہا۔

"کیا آپ سردار داراب ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"اوہ... جہنم میں گیا سردار داراب... اب تم میرے سوال کا جواب کیوں نہیں دیتے۔"

"جی ہاں۔ میرے پاس بچھو ہیں۔"

"تب میں تمہیں پھانسی پر چڑھوا دوں گا... سمجھے۔"

"جی ہاں... بالکل سمجھ گیا..." عمران نے بڑے آسودہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

"کہاں ہیں بچھو...؟"

"میری جیب میں... لیکن شاید آپ سردار داراب ہیں۔"

"سردار داراب کی ایسی کی تیسی... میں تم سے کیا کہہ رہا ہوں... نکالو... وہ بچھو۔" عمران نے بچھوؤں کا ڈبہ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا...

"اوہو..." بوڑھے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"مجھے سر سلطان نے بھیجا ہے..." عمران نے آہستہ سے کہا۔

"تمہیں..." بوڑھے نے نیچے سے اوپر تک اس کا جائزہ لیا۔ عمران اس وقت سر تا پا حماقت نظر آ رہا تھا۔

"جی ہاں... مجھے..."

"اندر..." بوڑھے نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

عمران فوجیوں کے سے انداز میں چلتا ہوا دروازے میں مڑ گیا...

(۲)

دونوں لڑکیاں پائیں باغ میں تھیں... رات کے نو بجے تھے۔ گو سردی شدید تھی لیکن ری ہوئی چاندنی بھی اتنی ہی دلکش تھی کہ وہ دونوں اس وقت چھت کے نیچے نہ رہ سکیں۔

ان میں سے ایک سردار داراب کی پوتی تھی۔ وہی جس نے عمران پر پستول تان لیا تھا اور ری اس کی سہیلی جو ان دنوں اس کے ساتھ مقیم تھی... دونوں ہی ایڈونچر کی دلدادہ تھیں۔ ڑوں پر بیٹھ کر نکل جاتیں اور سارا دن پہاڑیوں میں بھٹکتی پھرتیں۔ دونوں کے مشاغل اور ں قریب یکساں تھے۔ وہ پہاڑیوں میں خوش رنگ پرندوں کے پر تلاش کرتیں مختلف وں کے سنگریزے اکٹھا کرتیں اور ساتھ ہی جڑی بوٹیوں کے متعلق تحقیقات بھی جاری تیں... سردار داراب کی پوتی شاہدہ کے پاس جڑی بوٹیوں سے متعلق ایک موٹی سی کتاب و وہ اسے اپنے شکار کے تھیلے میں ڈالے رکھتی... اس کی سہیلی بلقیس کو جڑی بوٹیوں سے دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن شاہدہ کی خاطر وہ بھی کٹیلی جھاڑیوں سے اپنی انگلیاں زخمی کر لیتی۔

آج بھی وہ حسب معمول دن بھر ادھر ادھر بھٹکنے کے بعد شام کو گھر واپس ہو رہی تھیں راہ میں عمران آ کر ٹکرایا... اور شاہدہ اسے قیدیوں کی طرح یہاں تک لے آئی تھی۔

لیکن توقعات کے خلاف جب اسے سردار داراب کا رویہ دوستانہ نظر آیا تو بڑی مایوسی ئی... ویسے اپنی دانست میں اس نے ایک بڑا کارنامہ انجام دیا تھا۔

اور اب اس وقت بلقیس اس سے اس کے متعلق پوچھ رہی تھی۔

"میں کیا بتاؤں..." شاہدہ کہہ رہی تھی۔ "میں تو یہ سمجھی کہ بابا بچھوؤں کا ڈبہ دیکھتے ہی ے گولی مار دیں گے۔"

"آخر بات کیا تھی۔ میں یہاں بچھوؤں کا تذکرہ بہت سن چکی ہوں۔ تم سے کئی بار پوچھا یکن پھر بھول گئی..."

"بابا کا خیال ہے کہ ہمیں اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرنا چاہئے۔"

"بابا کا خیال بابا کے ساتھ ہے... نہ تم بابا ہو اور نہ میں بابا ہوں۔" بلقیس ہنس کر بولی۔

"مجھے اختلاج ہوتا ہے اس تذکرے سے... میں اس بدھو کے متعلق کچھ باتیں کرنا چاہتی ں... جو اس وقت بڑے حجرے میں بابا کے ساتھ شطرنج کھیل رہا ہے۔"

"شطرنج کھیل رہا ہے۔" بلقیس نے حیرت کا اظہار کیا... پھر یک بیک زور سے ہنس

پڑی.... ہنستی ہی رہی تھی کہ شاہدہ نے جھنجھلا کر اس کے گال نوچنے شروع کر دیے۔

"کرر.... ہو.... ہا...." بلقیس اسے دھکیلتی ہوئی بولی.... "ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارا منگیتر ہو۔"

"کیا بکواس ہے...."

"مجھے یقین ہے تمہارے بابا کی حرکتیں عجیب ہوتی ہیں...."

"شٹ اپ...."

"کیا وہ جھکی نہیں ہیں۔ کیا انہیں لوگوں کو متحیر کر دینے کا خبط نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے یہ سب کچھ انہیں کے ایماء پر ہوا ہو!.... ورنہ کوئی آدمی اتنا ڈھیٹ نہیں ہو سکتا جتنا وہ بدھو ہے...."

"اسے کسی سر سلطان نے بھیجا ہے۔" شاہدہ بڑبڑائی....

"سردار داراب کی پوتی کے لئے سروں اور نوابوں کے رشتے ہی آئیں گے۔"

"تم نہیں سمجھتیں.... فضول بکواس مت کرو۔".... شاہدہ پھر جھنجھلا گئی۔

"میں کیا نہیں سمجھتی۔ سب کچھ سمجھتی ہوں۔"

"کیا سمجھتی ہو....؟"

"وہی جو بتا چکی ہوں۔"

"تم احمق ہو...."

"احمق ہونے سے میری کہی ہوئی بات میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔"

"ختم کرو اب یہ تذکرہ.... ورنہ میں تمہیں مار بیٹھوں گی۔"

"جب تک تم بچھوؤں والی بات نہیں بتاؤ گی۔ گلو خلاصی نہیں ہوگی۔ سمجھیں...."

"چلو.... اندر.... سردی بڑھ رہی ہے۔"

"نہیں جاؤں گی اندر...." بلقیس اسے اپنی طرف کھینچتی ہوئی بولی "مجھے بتاؤ بچھوؤں کے بارے میں۔"

"ارے خدا کے لئے.... تم چلو تو اندر.... بتاؤں گی لیکن تم اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرو گی.... مجھے تو اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی.... بابا نہ جانے کیوں اسے چھپا رہے ہیں۔ انہوں نے کسی سے کچھ نہیں بتایا۔ میں چونکہ اس وقت وہیں موجود تھی۔ اس لئے مجھے علم ہو گیا۔ ورنہ مجھے بھی خبر نہ ہوتی۔"

"کس بات کی خبر نہ ہوتی۔"

"بس اندر چلو.... یہاں نہیں...."

وہ دونوں پائیں باغ سے عمارت میں چلی آئیں.... طویل راہداری سے گزرتے وقت

بلقیس ایک جگہ رک گئی....

"چلو یہاں سے.... کھسکو بھی۔" شاہدہ اسے دھکیلتی ہوئی آہستہ سے بولی۔ "اگر بابا کی نظر پڑی تو گھنٹوں بور کریں گے۔"

لیکن بلقیس وہاں سے نہ ہٹی.... وہ سامنے والے کمرے میں سردار داراب اور عمران کو شطرنج کھیلتے دیکھ رہی تھی.... دفعتاً سردار داراب چیخا۔ "ہائیں.... ہائیں.... یہ کیا کر رہے ہو.... پیدل ہے صاحبزادے۔"

"گھوڑا ہے...." عمران نے اس کا مہرہ پیٹ کر ایک طرف ڈالتے ہوئے کہا۔

"پاگل ہو گئے ہو تم.... پیدل سے ڈھائی گھر پر مہرہ پیٹ رہے ہو...."

"پیدل نہیں گھوڑا ہے...." عمران نے پھر اسی انداز میں کہا....

"آپ چال چلئے...."

"کیا تمہاری آنکھیں کمزور ہیں۔ دکھائی نہیں دیتا۔" سردار داراب جھلا گیا۔

"بالکل ٹھیک ہیں آنکھیں.... دکھائی دیتا ہے۔"

"یار.... تم آدمی ہو یا...." سردار داراب سر اٹھا کر چاروں طرف دیکھنے لگا.... دفعتاً اس کی نظر بلقیس پر پڑی اور وہ ہاتھ ہلا کر بولا۔ "یہاں آؤ.... یہاں آؤ.... بلقیس.... شاہدہ.... یہ لڑکا پاگل ہو گیا ہے۔"

"دیکھا تم نے.... خدا غارت کرے۔" شاہدہ بڑبڑائی۔ پھر انہیں کمرے میں جانا ہی پڑا۔

سردار داراب ستر سال کا ایک صحت مند بوڑھا تھا.... مونچھیں گھنی اور اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں۔ ٹھوڑی پر تھوڑے سے بال۔ ایک ننھی سی نوکیلی فرنچ کٹ ڈاڑھی بناتے تھے البتہ اس کی آنکھیں ضرور کمزور تھیں.... عینک کے دبیز شیشے بھی ظاہر کرتے تھے۔

اس نے ہاتھ ہلا کر بلقیس سے کہا۔ "ذرا دیکھنا.... یہ صاحبزادے اسے گھوڑا فرماتے ہیں۔"

بلقیس بساط پر جھک گئی۔ پھر سیدھی کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ "آپ کا خیال درست ہے۔"

"دیکھا۔" سردار داراب عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"دیکھ لیا۔" اس نے جواب دیا پھر اچانک ان دونوں کی طرف مڑ کر بولا "کیا بات ہے؟ میں دو آدمیوں کے کھیل میں دوسروں کی دخل اندازی نہیں پسند کرتا۔"

"عقل کے ناخن لو...." بوڑھا بگڑ گیا۔ "تم عجیب آدمی ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اس پیدل کو ہٹا کر میرا مہرہ یہاں رکھ دو۔"

"آپ خواہ مخواہ اپنی بات منوانا چاہتے ہیں۔" عمران نے بھی جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔ "آپ

کو خواہ مخواہ میرے گھوڑے کو پیدل بنانے سے کیا مل جائے گا۔"

"یہ گھوڑا نہیں پیدل ہے۔" بلقیس بول پڑی۔

"میں آپ سے نہیں پوچھ رہا۔ میں نے آج تک کوئی ایسی عورت نہیں دیکھی جو شطرنج کھیلتی ہو یا حقہ پیتی ہو۔ اس لئے آپ کی بات کی کیا سند ہو سکتی ہے۔"

"آپ کریک ہیں۔" بلقیس نے کہا۔

"ہیئر یو آر...." سردار داراب میز پر ہاتھ مار کر اچھلا۔ "کریک بالکل مناسب لفظ ہے...."

"کیا مناسب ہے۔" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"یار کیوں بازی چوپٹ کر رہے ہو...." سردار داراب اکتا کر بولا۔

"ٹھہریئے...." عمران کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ ٹٹولنے لگا۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ محدب شیشے سے اس مہرے کو دیکھ رہا تھا جس کے متعلق سردار داراب کا دعویٰ تھا کہ وہ پیدل ہے۔ آخر کچھ دیر بعد اس نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "آئی ایم سوری.... یہ یقیناً پیدل ہی ہے۔"

"اوہ...." سردار داراب ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔

یہاں سے کھیل دوبارہ شروع ہوا۔ شاہدہ بلقیس کو ٹہوکے مار مار کر وہاں سے چلنے کا اشارہ کر رہی تھی.... لیکن بلقیس ٹس سے مس نہ ہوئی۔ آخر شاہدہ جھنجھلا کر تنہا واپس چلی گئی۔ بلقیس کرسی کھینچ کر میز کے قریب بیٹھ گئی۔

"بیٹھو بیٹھو...." سردار داراب چونک کر بولا۔

"مگر.... خیر.... آپ شہ بچیے.... جناب...." عمران دہاڑا....

"کہاں سے شہ پڑ رہی ہے...." سردار داراب اسے غصیلی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"یہاں سے۔" عمران نے ایک مہرے کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا میں اپنا سر پیٹ ڈالوں؟" سردار داراب اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"پیٹ ڈالیے...." عمران اس طرح سر ہلا کر بولا جیسے جوشاندہ پینے کا مشورہ دے رہا ہو۔

"کس طرح شہ پڑتی ہے؟ مجھے بتاؤ نا...."

"اس فیل کی شہ۔" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

"یہ فیل ہے؟" سردار داراب سوالیہ انداز میں دہاڑا۔

"اپنی طرف تو فیل ہی کہلاتا ہے.... اگر آپ کی طرف شتر کہتے ہوں تو چلئے یہی سہی۔"

دفعتاً بلقیس نے عمران کی جیب میں ہاتھ ڈال دیا اور اس میں سے محدب شیشہ نکال کر

ے ہاتھ میں دیتی ہوئی بولی.... "نظر ثانی کیجیے۔"

شکریہ...." عمران نے کھردرے لہجے میں کہا اور محدب شیشے سے مہرے کا جائزہ لینے لگا۔

دیر بعد بولا۔ "آئی ایم.... سوری.... مسٹر.... یہ واقعی ٹو.... ار.... گھوڑا ہے۔"

"بس کرو اب کھیل چکے تم...." سردار داراب ناخوشگوار لہجے میں بولا....

"یہ حقیقت ہے کہ آج تک شطرنج میں کوئی بھی میرے آگے نہیں ٹک سکا۔"

"ایسے بے تکے کھیل میں کون ٹھہر سکے گا۔"

"کیا فرمایا آپ نے.... میں بے تکا کھیلتا ہوں!" عمران بگڑ گیا۔

"نہیں بڑے تک سے کھیلتے ہو۔ کبھی پیدل گھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی گھوڑا فیل...."

"ارے جناب! اچھے اچھوں سے غلطی ہو جاتی ہے.... بات دراصل یہ ہے کہ میرے مہرے دوسرے قسم کے ہیں۔ یعنی فیل پر اونٹ کی شکل بنی ہوئی ہے۔ گھوڑے پر ٹٹو رخ پر مدھوبالا کی.... وزیر پر بجو کی.... بادشاہ پر الو کی اور پیدل پر شاہ فاروق کی.... .... تو کہنے کا مطلب یہ کہ آپ کے مہرے دوسری قسم کے ہیں مجھے دھوکا ہو سکتا ہے۔"

دوران میں بلقیس بے تحاشہ ہنستی رہی تھی۔

اچانک عمران اس پر بگڑ اٹھا۔ "آپ کیوں ہنس رہی ہیں۔ کیا میں الو ہوں...."

"ہیلو یار...." سردار داراب نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ "چال چلو اس بازی سے میرا دل اکتا گیا ہے۔"

عمران برا سا منہ بنائے ہوئے بساط کی طرف متوجہ ہو گیا.... اور بلقیس وہاں سے اٹھ کر ے بل دوڑتی ہوئی شاہدہ کے کمرے میں آئی۔ وہ بستر پر جا چکی تھی.... بلقیس کو اس طرح ے میں داخل ہوتے دیکھ کر اٹھ بیٹھی مگر بلقیس ہنس رہی تھی۔

"کیا بے ہودگی ہے...."

"اوہ...." بلقیس اس کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر بولی۔ "ارے تمہارا منگیتر بڑا ت آدمی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہارے بابا جیسے آدمی کا بھی مغز کھا جائے گا۔"

"خاموش رہو اور بیٹھ جاؤ۔" شاہدہ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو...." بلقیس انگلی اٹھا کر بولی۔

"میں کہتی ہوں وہ کسی کی شرارت ہی تھی۔ بابا خواہ مخواہ اسے اہمیت دیتے ہیں۔"

"اب تم پوری بات ڈھنگ سے بتاتی ہو یا میں تمہارا گلا گھونٹ دوں؟" بلقیس نے چڑ کر کہا۔

"بس ذرا سی بات ہے۔" شاہدہ نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "تم جانتی ہو کہ بابا بہت ت سے سگار پیتے ہیں خصوصاً مطالعہ کے وقت تو قریب قریب سگار ان کے ہونٹوں ہی میں

دبا رہتا ہے۔ ایک ختم ہوا انہوں نے دوسرا سلگالیا۔ سگار کا ڈبہ میز پر ہوتا ہے اور کتاب پر نظریں جمائے ہوئے اسے ٹٹول کر کھولتے ہیں اور سگار نکال کر انگلیوں میں دبا لیتے ہیں۔ آج سے ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے وہ لائبریری میں کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے میں بھی وہیں موجود تھی۔ وہ شاید سگار کا ڈبہ اپنے کمرے ہی میں بھول آئے تھے۔ جیسے ہی ان کے ہونٹوں میں دبا ہوا سگار ختم ہوا انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں سگار کا ڈبہ ان کے کمرے سے اٹھا لاؤں۔"

شاہدہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگی۔ ویسے اس کی آنکھیں بھی خمار آلود ہو چلی تھیں۔ بار بار جھپکتی ہوئی پلکوں پر نیند کا دباؤ صاف نظر آرہا تھا۔

"پھر کیا ہوا....؟" بلقیس نے اسے ٹوکا۔

"ہوں۔ میں سگار کا ڈبہ لے کر لائبریری میں واپس آئی پھر بابا نے مجھ سے ایک سگار نکالنے کو کہا.... مگر جیسے ہی میں نے ڈبہ کھولا میری چیخ کسی طرح نہ رک سکی.... ڈبے میں پانچ بڑے بچھو تھے۔ بابا میری چیخ سن کر اچھل پڑے اور پھر انہوں نے بھی بچھوؤں کو دیکھا۔ ان کے چہرے پر صرف حیرت کے آثار تھے وہ کچھ دیر تک خاموش رہے پھر انہوں نے کہا کہ میں اس واقعہ کا تذکرہ کسی سے نہ کروں۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔" بلقیس کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔ "آخر وہ ڈبے میں بچھو کیسے پہنچ سکے ہوں گے اور پھر ایک دو بھی نہیں پورے پانچ عدد.... مگر بابا نے کسی سے اس کا تذکرہ کرنے کی ممانعت کیوں کردی ہے۔"

"خدا جانے...."

"پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سگار کے ڈبے میں بچھو رکھنے والا چاہتا کیا تھا۔ اگر کہا جائے کہ بابا کے کسی عزیز نے یہ حرکت کی ہوگی تو یہ سوچنا پڑے گا کہ اسے اس سے کس قسم کا نتیجہ برآمد ہونے کی توقع تھی.... اگر کوئی بابا کی دولت کے لئے.... نہیں یہ خیال بھی فضول ہے.... اس صورت میں بچھو کی بجائے سانپ رکھا جاتا.... پھر....؟"

"پھر میں کیا بتاؤں.... اور اب یہ آدمی.... اس کے پاس بھی سگار ہی کے ڈبے میں پانچ بچھو موجود ہیں اور یہ بابا کا پتہ دریافت کرتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا...."

"ٹھہرو...." بلقیس ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "دو باتیں میری سمجھ میں آرہی ہیں۔ یا تو بچھو بابا نے رکھے تھے.... یا تم نے۔"

"کیا بکتی ہو۔ ہم لوگ کیوں رکھنے لگے۔" شاہدہ نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر مجھے بچھو کا مقصد سمجھا دو۔ مطلب یہ کہ بچھوؤں کو جس نے

ہی ڈبے میں رکھا ہوگا۔ کچھ سوچ سمجھ کر ہی رکھا ہوگا۔"

"ارے تو تم نے بحث کیوں چھیڑ دی اسی لئے میں نہیں بتانا چاہتی تھی...."

"تو کیا تمہیں افسوس بھی نہ ہوتا اگر بابا کے ہاتھ میں بچھوؤں کے ڈنک لگ جاتے۔"

"افسوس کیوں نہ ہوتا....؟"

"پھر تم اس قصے کو پھیلنے سے کیوں روکتی ہو۔ کیا بابا نے اس کی اطلاع پولیس کو دی تھی؟"

"خدا جانے۔ مجھے علم نہیں ہے۔"

بلقیس تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر بولی۔ "کچھ بھی ہو۔ یہ آدمی ہے دلچسپ.... پتہ نہیں حقیقتاً احمق ہے یا دوسروں کو الو بنانے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔"

"ختم کرو...." شاہدہ ہاتھ اٹھا کر جماہی لیتی ہوئی بولی۔ "مجھے نیند آرہی ہے۔"

"خدا کرے یہ تمہارا انگیتر ہی نکلے.... بابا سے کچھ بعید نہیں ہے۔"

"شٹ اپ۔" شاہدہ نے کہا اور لیٹ کر چادر کھینچ لی۔

(۳)

سردار داراب شطرنج کے مہرے سمیٹ کر میز کی دراز میں رکھ رہا تھا۔ ساتھ ہی بڑبڑاتا بھی جارہا تھا۔ "شطرنج کھیلنے کے لئے مغز چاہئے ہر کس و ناکس کے بس کا روگ نہیں۔ تم کب سے شطرنج کھیل رہے ہو۔"

"ڈھائی سال کی عمر سے...." عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"نہیں میں نے تو سنا ہے کہ تم بساط بغل میں دبائے ہوئے پیدا ہوئے تھے۔" سردار داراب نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"سنی سنائی باتوں پر یقین کرنا قطعی حماقت ہے...." عمران لہجے کی سنجیدگی برقرار رکھتا ہوا "بچپن میں میں نے سینکڑوں ایسی باتیں سنی تھیں، جو اب تک غلط ثابت ہورہی ہیں۔"

سردار داراب اسے چند لمحے گھورتا رہا پھر بولا۔ "کیا سر سلطان نے تمہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ میں کون ہوں۔"

"میں نے پوچھنے کی زحمت ہی نہیں گوارہ کی کیونکہ میں جانتا ہوں وہ سو فیصدی خاص سر سلطان ہیں۔"

"میرے متعلق.... میں کون ہوں۔" سردار داراب جھلاہٹ میں اپنے سینے پر ہاتھ مارتا

ہوا بولا۔

"اوہ.... آپ سردار داراب ہیں۔ مجھے یقین ہے.... اور پھر ایسی صورت میں کیسے یقین نہ ہو جبکہ میں آپ کے ساتھ شطرنج بھی کھیل چکا ہوں۔"

"کیا مطلب....؟"

"سر سلطان نے کہا تھا کہ سردار داراب کو شطرنج کھیلنا نہیں آتا۔"

"سر سلطان نے کہا تھا؟"

"جی ہاں...."

"سر سلطان کی ایسی کی تیسی" سردار داراب اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ تشریف رکھیے نا۔" عمران بڑی معصومیت سے سر ہلا کر بولا۔

"میرا مطلب یہ تھا کہ سر سلطان نے درست نہیں کہا تھا.... آپ کا کھیل تو بڑا شاندار ہوتا ہے۔"

سردار داراب ایک جھٹکے کے ساتھ بیٹھ گیا۔

وہ تھوڑی دیر تک عمران کو گھورتا رہا پھر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ سر سلطان اب سٹھیا گیا ہے۔"

"خدا جانے...." عمران نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "کہتے تو ہیں اکثر کہ میں عنقریب تیسری شادی کرنے والا ہوں...."

سردار داراب پھر اسے گھورنے لگا۔

"کیا آپ کچھ اور پوچھنا چاہتے ہیں؟" عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔

"ہاں سر سلطان نے تمہیں یہاں کیوں بھیجا ہے....؟"

"میرے خدا...." عمران نے حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا آپ کو نہیں معلوم؟"

"میرے سوال کا جواب دو۔"

"انہوں نے کہا تھا کہ مجھے آپ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے فرائض انجام دینے پڑیں گے۔ ساتھ ہی مزید بچھوؤں کی پیدائش کے امکانات پر غور کرنا.... میں آج کل بچھوؤں پر ریسرچ کر رہا ہوں۔ پانچ بچھو جو بطور نمونہ مجھے سر سلطان سے ملے ہیں۔ شائد آپ ہی نے بھجوائے تھے.... آپ کا بہت بہت شکریہ...."

"تم ریسرچ کر رہے ہو؟" وہ اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولا۔

"جی ہاں...."

"تو یہ ریسرچ اسکالروں کا خیرات خانہ نہیں ہے...."

"لاحول ولا قوۃ۔ کیا میں سر سلطان کو جھوٹا بھی سمجھ لوں؟" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ "انہوں نے کہا تھا کہ مجھے اس خیرات خانے کی منیجری بھی کرنی پڑے گی۔"

نہ جانے کیوں سردار داراب کی آنکھیں پھیل گئیں۔ غالباً اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس آدمی سے کیا برتاؤ کرے۔

سردار داراب ان آدمیوں میں سے تھا جو ناک پر مکھی بھی نہیں بیٹھنے دیتے۔ ان اطراف میں اس کی کئی فیکٹریاں تھیں اور وہ حقیقتاً بڑا آدمی تھا لوگ اس سے گفتگو کرتے وقت ہکلانے لگتے تھے.... وہ کریک بھی تھا۔ عام آدمی اس سے ڈرتے تھے معلوم نہیں وہ کب کیا کر بیٹھے....

دفعتاً وہ کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔ "تم ابھی اور اسی وقت داراب کیسل کی حدود سے نکل جاؤ...."

"آئی ایم سوری.... جنٹلمین...." عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ "یہ بہت مشکل ہے.... وزارت خارجہ کے سیکرٹری کا حکم تھا کہ مجھے ہر حال میں داراب کیسل کی حدود میں ہی رہنا ہوگا۔"

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ.... میں تشدد پر اتر آؤں۔"

"اللہ...." عمران چھت کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ "بڑا مسبب الاسباب ہے۔ اگر سگار کے ڈبے سے بچھو برآمد ہو سکتے ہیں.... تو میرے سگریٹ کیس سے ہوائی جہاز...."

"شٹ اپ!" سردار داراب میز سے رول اٹھا کر دہاڑا۔ "نکلو!"....

"پندرہ تاریخ کل گزر گئی!.... تمہارے داہنے ہاتھ میں ورم نہیں آ سکا.... اب اٹھائیس تاریخ سے پہلے تمہاری کھوپڑی میں سوراخ بھی ہو سکتا ہے۔ سردار داراب!...."

سردار داراب کا اٹھا ہوا ہاتھ اس طرح نیچے گر گیا جیسے الیکٹرک شاک لگا ہو۔

عمران خاموش ہو کر اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا لیکن سردار داراب کا چہرہ کسی بے جان پتھر کی سل کی طرح سپاٹ نظر آ رہا تھا ہر قسم کے تاثرات سے عاری.... البتہ اس کی آنکھوں میں ایک معنی خیز سی چمک پیدا ہو گئی تھی! اس نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ ہلائے مگر پھر خاموش ہی رہا۔

"اور سردار داراب صاحب!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا "بچھوؤں کا مقصد صرف یہی تھا کہ پندرہ تاریخ کو آپ دستخط کرنے کے قابل نہ رہیں لیکن اتفاق سے وہ تاریخ بعض دشواریوں کی بنا پر ٹل گئی تھی! اب اٹھائیس تاریخ کے لئے اگر بچھوؤں کا انتظام نہ ہو سکا تو.... ریوالور کا ٹریگر دبانے میں کتنی محنت درکار ہوگی — ہو سکتا ہے کہ اس نامعلوم آدمی یا آدمیوں کو آپ کی موت یا زندگی سے کوئی خاص دلچسپی نہ ہو!"

"کیا مطلب!"

"مطلب یہ کہ مقصد صرف یہی ہو کہ آپ معاہدے پر دستخط نہ کر سکیں؟"

سردار داراب ایک طویل سانس لے کر بیٹھ گیا۔ ٹھیک اسی وقت ایک دبلا پتلا اور دراز قد آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

"ہاں ——! کیا بات ہے.....؟" سردار داراب اسے گھورتا ہوا بولا!

"شمال مشرق کی طرف روشنی کا ایک ہلکا سا دھبہ نظر آرہا ہے جناب!"

"اچھا ——" سردار داراب کا لہجہ کسی ایسے ننھے سے بچے کے لہجے سے مشابہ تھا جیسے کوئی حیرت انگیز اطلاع ملی ہو۔

"اور جناب!..... دھبے سے ہلکے نیلے رنگ کی شعاعیں سی پھوٹتی نظر آرہی ہیں!"

"مگر ——! تم چاندنی رات میں مجھے ایسی کوئی اطلاع دے رہے ہو!" سردار داراب کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ اس دوران میں تمہاری بینائی کمزور نہیں ہوئی ——!"

"میری بینائی سو فیصدی محفوظ ہے جناب!"

"پھر بھی چاندنی رات میں ——!"

"آپ خود ہی تکلیف فرما کر دیکھ لیں!"

"ہاں..... اچھا..... چلو.....!" سردار داراب اٹھتا ہوا بولا۔ اسی کے ساتھ عمران بھی اٹھا۔

"تم یہیں میرا انتظار کرو!" سردار داراب نے اس سے کہا!

"آپ کہاں تشریف لے جائیں گے!" عمران نے پوچھا!

"اپنی آبزرویٹری میں۔ مجھے ستاروں سے دلچسپی ہے.....!"

"آ..... ستارے.....!" مجھے بھی ان سے عشق ہے..... ستارے....." عمران ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

"مگر تم یہیں بیٹھو گے!" سردار داراب اسے دوبارہ متنبہ کرتا ہوا کمرے سے چلا گیا!

عمران نے داراب کیسل کی حدود میں داخل ہوتے ہی وہ اونچا مینار دیکھا تھا جسے شاید آبزرویٹری کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا ویسے اس کی ساخت ہرگز ایسی نہیں تھی جس سے اس پر آبزرویٹری کا گمان بھی ہو سکتا!

عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا! پھر اٹھ کر طویل راہداری طے کرتا ہوا برآمدے میں آیا۔ پائیں باغ پر چاندنی کھیت کر رہی تھی!..... سردار داراب اور اس کے لمبے ساتھی کے پیروں کے نیچے روش کی بجریاں کڑکڑا رہی تھیں..... آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے ابھی زیادہ فاصلہ نہیں طے کیا!

آمدے میں روشنی نہیں تھی!..... عمران کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا!..... وہ سوچ رہا تھا کہ پوری
ت کا جائزہ لئے بغیر کام شروع کرنا درست نہیں ہوگا! لیکن رات کو یہ کام قریب
ن تھا ——پھر ویسے لمبا آدمی اسے قابل اعتماد نہیں معلوم ہوا تھا!..... اس کی چھٹی حس نے
پہلی ہی نظر میں اگلو کر دیا تھا! بظاہر اس کے چہرے پر مسکینیت کے آثار موجود تھے اور بادی
ر میں وہ ایک برخوردار قسم کا آدمی معلوم ہوتا تھا مگر اس کی آنکھیں، جو پل بھر کے لئے عمران
پنے اصل روپ میں نظر آئی تھیں کچھ اور کہہ گئی تھیں! ان کی حالت اس وقت بدلی تھی جب
ب نے چاندنی رات میں آسمان پر کسی روشن دھبے کی موجودگی پر حیرت کا اظہار کیا تھا ——!

عمران غیر ارادی طور پر آبزرویٹری کی طرف چل پڑا!..... لیکن اس کی رفتار تیز تھی!.....
وش کی بجائے گھاس کے قطعوں پر بے آواز چل رہا تھا!..... جلد ہی پھر اسے ان دونوں کے
موں کی آوازیں سنائی دینے لگیں!

پھر یک بیک ایسا معلوم ہوا جیسے وہ رک گئے ہوں! عمران پھولدار جھاڑیوں کی اوٹ میں تھا!
وہ بھی اپنے اندازے کے مطابق اسی جگہ رکا تھا جہاں ان دونوں کے قدموں کی آوازیں ختم
ی تھیں!

"یہ کیسی آواز تھی!" اس نے سردار داراب کو کہتے سنا!

"پتہ نہیں جناب!" دوسرے آدمی نے کہا! "میرے خیال سے کچھ ہوگا! سناٹے میں معمولی
زیں بھی کافی پھیلاؤ اختیار کر لیتی ہیں۔ اب مثلاً جھینگر کی آواز لے لیجئے! ایک ننھا سا کیڑا ——
کن اس کی آواز سناٹے میں میلوں تک پھیلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے!"

"میں نے تم سے یہ کب کہا تھا کہ اتنی سی بات پر اتنی لمبی چوڑی مثال دے ڈالو....."
راب غرایا۔

"میں معافی چاہتا ہوں جناب!" دوسری آواز آئی۔

"میں آگے نہیں جاؤں گا!"

"آپ کی مرضی جناب!....."

"چاندنی کتنی شفاف ہے!....." داراب بڑبڑایا! "یقیناً تمہاری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں یا
ر دوربین ہی میں کوئی خرابی آگئی ہے!"

"ہو سکتا ہے جناب!" دوسرے آدمی کی آواز آئی!

"پھر تم نے مجھے کیوں تکلیف دی!" داراب جھنجھلا گیا!

"میں نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا جناب! خود دیکھنے کے بعد یا آپ اسے تسلیم کرتے یا تردید

کر دیجئے۔!"

"ہام.... اچھا.... جاؤ!...."

عمران نے صرف ایک آدمی کے قدموں کی آوازیں سنیں! لیکن سمت بتا رہی تھی کہ وہ داراب کے قدموں کی آوازیں نہیں ہو سکتیں کیونکہ ان کا رخ آبزرویٹری کی طرف تھا— عمران سوچ رہا تھا آخر داراب وہیں کیوں رک گیا ہے!.... ایک منٹ گذر گیا!.... دوسرے آدمی کے قدموں کی آوازیں بہت دور سے آرہی تھیں لیکن سردار داراب ابھی تک وہیں جما کھڑا تھا— جھاڑیاں گھنی تھیں اور عمران دوسری طرف نہیں دیکھ سکتا تھا!.... چونکہ اس نے دوسرے کے قدموں کی آواز سنی تھی اسی بناء پر یہ خیال تھا کہ سردار داراب ابھی وہیں موجود ہے—! لیکن پھر اسے اپنا یہ خیال احمقانہ معلوم ہونے لگا— ہو سکتا ہے اس بار داراب بھی گھاس کے قطعوں سے گذرتا ہوا عمارت کی طرف چلا گیا ہو جیسے کہ خود عمران یہاں تک آیا تھا! اس نے جھاڑیوں میں ہاتھ ڈال کر انہیں آہستہ سے ہٹایا.... اور اس کے خیال کی تائید ہو گئی۔ سردار داراب حقیقتاً وہیں موجود تھا....

دفعتاً اس نے چیخ کر کہا "میں نے دیکھ لیا ہے!"

پہلے تو عمران سٹپٹا گیا! لیکن غور سے دیکھا تو سردار داراب کا رخ جھاڑیوں کی طرف نہیں تھا! اب پھر پہلے ہی کا سا سناٹا طاری ہو گیا تھا۔ سردار داراب اپنی جگہ سے نہ ہٹا.... کئی منٹ گذر گئے.... لیکن پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی!....

آخر عمران نے آہستہ سے کہا "سردار داراب!... آپ عقلمندی سے کام نہیں لے رہے!"

"تک.... کیا!...." سردار داراب اچھل کر مڑا....

"کب تک یہاں کھڑے رہیے گا....؟"

"کون ہے....؟"

"علی عمران.... ایم۔ایس سی۔پی۔ایچ۔ڈی۔ آکسن!"

سردار داراب جھپٹ کر جھاڑیوں میں گھس پڑا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟...."

"جو کچھ کرنے کے لئے آیا ہوں!" عمران نے خشک لہجے میں کہا!

"کیا یہاں اس طرح تنہا کھڑے رہنا حماقت نہیں ہے؟"

"حماقت؟" سردار داراب غرایا! "تم بالکل بدتمیز ہو کیا تمہیں گفتگو کا سلیقہ نہیں ہے—؟"

"قطعی نہیں ہے! کیونکہ میرا باپ بھی آپ ہی کی طرح چڑچڑا اور بددماغ ہے! اس نے

کبھی سنجیدگی سے میری تربیت نہیں کی اور بس اب اس بات کو یہیں ختم کر دیجئے۔ آپ کو وہم ہوا تھا!.... وہ آپ کے کسی دشمن کی آواز نہیں تھی، خواہ مخواہ یہاں سردی میں کھڑے رہ کر نزلہ زکام مول نہ لیجئے!...."

داراب چند لمحے بے حس و حرکت کھڑا رہا پھر عمارت کی طرف چلنے لگا! عمران بھی اس کے برابر ہی چل رہا تھا!.... اور شائد اس کی یہ حرکت بھی سردار داراب کو کھل رہی تھی!

"ایک قدم پیچھے رہو....!" دفعتاً اس نے رک کر کہا!

"ناممکن ہے.... قطعی ناممکن.... میں بھی کریک ہوں!"

"بھی.... کا کیا مطلب؟" سردار داراب جھلا گیا! "کیا میں کریک ہوں؟"

"جی ہاں—! مگر مجھ سے کمتر درجے کے! مجھ سے بڑا کریک پچھلی پانچ چھ صدیوں سے پیدا ہی نہیں ہوا"

"میں تمہیں زندہ دفن کرا دوں گا سمجھے—!"

"سمجھ گیا! اور یہ کام آپ صبح سے پہلے نہیں کریں گے! اس لئے چلتے رہیے! آپ کو نیند بھی آ رہی ہو گی!" سردار داراب ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتا آگے بڑھ گیا!

عمران نے اس بار اس کے برابر پہنچنے کی کوشش نہیں کی!.... برآمدے میں پہنچ کر سردار داراب پھر رک گیا!....

"ٹھہرو!...." اس نے عمران کو مخاطب کیا! جو اندر جانے کے لئے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا! عمران رک گیا اور سردار داراب بولا۔ "تمہیں سر سلطان نے بھیجا ہے!"

"کیا اب مجھے خدا کو حاضر ناظر جان کر بیان دینا پڑے گا—!"

"نہیں!— میرے ساتھ آؤ—!" سردار داراب اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا بولا!

"میں چل رہا ہوں!" عمران نے سر ہلا کر کہا!

سردار اسے ایک کمرے میں لایا اور کرسی کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔ "بیٹھ جاؤ۔" پھر اس میز کی جانب بڑھا جس پر فون رکھا ہوا تھا.... اس نے ریسیور اٹھا کر ایکسچینج کا نمبر ڈائیل کیا۔

"ہیلو—! ایکسچینج— لانگ ڈسٹنس—!"

پھر اس نے سر سلطان کے لئے ٹرنک کال بک کرائی۔ لائن فوراً ہی کلیئر مل گئی تھی اس لئے سر سلطان سے رابطہ قائم کرنے میں دیر نہیں لگی!

"میں ہوں داراب" سردار داراب نے غصیلے لہجے میں کہا.... پھر عمران کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے سنتا رہا!.... بار بار اس کی بھنویں تن کر ڈھیلی پڑ جاتی تھیں! پھر اس نے عمران کو گھور

گھور کر کہنا شروع کیا! "رنگت گوری... چہرہ گول... ٹھوڑی میں خفیف سا گڑھا... آنکھیں بڑی ہونٹ بھرے ہوئے... یعنی فل لپس...! ہاں... ہاں... قد متوسط سے کچھ زیادہ اچھا ہاں... مگر میں اسے گولی مار دوں گا... مجھے بات بات پر غصہ... دلاتا... شٹ اپ" وہ حلق پھاڑ کر دھاڑا! شاید ایکسچینج سے تین منٹ پورے ہو جانے کا اعلان کیا گیا تھا... بہر حال وہ پھر چیخا! "سردار داراب بول رہا ہے مت ٹوکو... ایڈیٹ---اہاں سر سلطان... اچھا اچھا...!"

وہ عمران کی طرف دیکھ کر بولا! "چلو---ادھر آؤ...!"

عمران اٹھ کر میز کے قریب آیا---اور داراب نے ریسیور اس کی طرف بڑھا دیا!

"یس سر...!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا!

"تم وہاں کیا کر رہے ہو..." دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز آئی۔

"فی الحال... صبر کر رہا ہوں... اور یہ کہ جب یہاں سے واپس آؤں گا تو مجھے اپنی کھوپڑی کھلوا کر دیکھنا پڑے گا کہ کچھ باقی بچا ہے یا صرف کھوپڑی کی واپسی ہوئی ہے...!"

"عمران---! سنجیدگی سے کام کرو!..."

"سنجیدگی سے جہاں کام ہوتا ہے اس محکمے کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض ہے!... لہٰذا---"

"بکواس نہیں---! تم سردار داراب کو غصہ دلائے بغیر بھی کام کر سکتے ہو---!"

"میرا کیریکٹر تباہ ہو گیا جناب!..." عمران نے مغموم لہجے میں کہا! "جب سے یہاں آیا ہوں خواہ مخواہ کچھ چرانے کو دل چاہتا ہے... مجھے خوف ہے کہ کہیں بالکل ہی برباد نہ ہو جاؤں!"

"ختم کرو---! ہو سکتا ہے کہ یہ معاملہ براہ راست محکمہ خارجہ سے تعلق رکھتا ہو۔ غالباً تم سمجھ گئے ہو گے۔"

"جی ہاں! آپ مطمئن رہئے! کام آپ کے حسب منشا ہو گا... مگر"

"مگر وگر کچھ نہیں---بس!" دوسری طرف سے آواز آئی!

"آپ کو کچھ کہنا ہے!" عمران نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر سردار داراب سے پوچھا!

"نہیں---!"

"ہیلو---اور کچھ کہنا ہے آپ کو!"

"نہیں! ڈھنگ سے کام کرو..."

"شب بخیر---!" عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا!

اب وہ سردار داراب کی طرف اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے وہ حقیقتاً خبطی ہو!

سردار داراب کچھ سوچ رہا تھا! کچھ دیر بعد اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی... ایک

نوکر کمرے میں داخل ہوا اور سردار داراب نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس سے کہا! "انہیں ان کے کمروں میں لے جاؤ---!"

عمران شب بخیر کہتا ہوا نوکر کے ساتھ ہو لیا!

(۴)

دوسری صبح عمران نے کام شروع کر دیا!... عمارت بہت وسیع تھی اور طویل و عریض کمپاؤنڈ میں ایک نہیں کئی عمارتیں تھیں!... سردار داراب کے متعلق بھی بہتیری معلومات حاصل ہو گئیں۔ وہ اپنی بدمزاجیوں اور چڑچڑاہٹ کے باوجود بھی مقبول ترین آدمیوں میں سے تھا!... اپنے ملازموں سے اچھا برتاؤ کرنے والا! ان کے دکھ درد میں شریک ہونے والا!... ان کی آسائشوں کا خیال رکھنے والا!... قرب و جوار کی آبادیاں کئی معاملات میں ان کی ممنون احسان تھیں!... اس نے ان کے لئے کئی شفاخانے قائم کئے!... اسکول کھولے تھے... اور لڑکیوں کا ایک کالج داراب کیسل ہی کی ایک عمارت میں تھا!

داراب کیسل کی آبادی بھی اچھی خاصی تھی! یہاں داراب کی فیکٹریوں کے منیجر اپنے کنبوں سمیت مقیم تھے! خود داراب کے نجی ملازموں کی تعداد بھی کم نہیں تھی!... کالج کے اسٹاف کی تین استانیاں بھی یہیں رہتی تھیں!... مشرقی سرے پر ایک چھوٹی سی عمارت تھی جہاں سردار داراب کا نواسہ نجیب رہتا تھا!... وہ امریکہ سے پلاسٹک سرجری کی ٹریننگ لے کر آیا تھا اور اب یہاں پلاسٹک سرجری کی ایک بڑی تجربہ گاہ کے قیام کے امکانات پر غور کر رہا تھا---فی الحال اس نے مشرقی سرے والی عمارت میں معمولی پیمانے پر ایک مختصر سی تجربہ گاہ ترتیب دے لی تھی!... اسی عمارت کے ایک حصے میں وہ رہتا بھی تھا۔ اس کے متعلق عمران کو معلوم ہوا تھا کہ سردار داراب اسے بالکل پسند نہیں کرتا---! ان کے تعلقات بھی خوشگوار نہیں تھے۔ لیکن سردار اس سے اتنا بیزار بھی نہیں تھا کہ اسے داراب کیسل کی حدود سے ہی نکال دیتا!... عمران نے ڈاکٹر نجیب سے بھی تھوڑی دیر گفتگو کی تھی!... اور اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ خود سردار داراب کی طرف سے برے خیالات نہیں رکھتا! ڈاکٹر نجیب ایک صحت مند مگر معمولی شکل و صورت کا آدمی تھا!... ہڈیاں چوڑی اور قوی مضبوط اعضاء لیکن ذہنی اعتبار سے وہ عمران کو مریض ہی نظر آیا کیونکہ پلاسٹک سرجری ہر وقت اس کے سر پر سوار رہتی تھی!

سردار کے منیجروں میں تین غیر ملکی بھی تھے! ایک جرمن، ایک ڈچ اور ایک جاپانی۔ ان میں

سے ابھی صرف ایک ہی کو عمران دیکھ سکا تھا۔ یہ چھوٹے قد کا منحنی سا جاپانی مسٹر لے بوک تھا۔ ان تحقیقات کے دوران میں عمران نے یہ بات بھی محسوس کی کہ بچھوؤں والے واقعہ کا علم کسی کو بھی نہیں تھا۔

دوپہر کو پھر سردار داراب نے اسے طلب کیا!...... یہ وہی کمرہ تھا جہاں پچھلی رات دونوں شطرنج کھیلتے رہے تھے!

اس نے عمران کو نیچے سے اوپر تک دیکھا! کیونکہ عمران اس وقت "ٹیکنی کلر" میں تھا یعنی سبز کوٹ سرخ پتلون اور زرد قمیص میں۔۔۔! ٹائی سفید تھی!..... ہاتھوں میں ہلکے سے سفید دستانے بھی تھے!

"تم صبح سے کیا کرتے پھر رہے ہو!" داراب نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں صبح سے صبر کرتا..... پھر رہا ہوں..... یہاں داراب کیسل میں مجھے کوئی ہوٹل یا ریستوران بھی نہیں نظر آیا جہاں کچھ دیر بیٹھ کر صبر کرنے سے بچ سکتا.....؟"

"کیا مطلب.....؟"

"صاف صاف الفاظ میں ناشتہ..... لیکن اب اس کی تلاش فضول ہے کیونکہ اس کا وقت نکل گیا اور اب میں لنچ کا وقت بھی نکل جانے کا انتظار کر رہا ہوں!..... اور پھر شام کی چائے سے غسل کر کے باقاعدہ کفن میں لپٹ جاؤں گا۔۔۔ کیا خیال ہے؟"

"ہائیں! تم نے ناشتہ نہیں کیا؟"

"میں تو کرنے کے لئے تیار تھا مگر ہوا ہی نہیں!"

"اوہ۔۔۔!" وہ میز پر گھونسہ مار کر چیخا "میں ابھی کچن میں آگ لگا دوں گا۔۔۔!"

"ذرا ٹھہرئیے! ابھی نہیں لنچ کے بعد!" عمران پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا!

سردار داراب نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی! ایک ملازم اندر آیا۔

"جولا سے کہہ دو! ان کا کھانا میری میز پر لگایا کرے!..... جاؤ!"

ملازم کے جاتے ہی عمران دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر کراہنے لگا!

"کیا بات ہے.....؟"

"بات کیا ہے! اب زندگی کی رہی سہی امید بھی ختم ہو گئی! یہ بڑا ظلم ہے سردار صاحب!....."

"کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔۔؟ مجھ سے صاف صاف گفتگو کیا کرو!"

"صاف صاف! میرا کھانا بھی آپ کی میز پر لگے گا!..... یعنی....."

"یعنی میں کھاؤں گا تمہارا کھانا!....." سردار خلاف توقع مسکرایا!

"میں تمہارے دونوں کان کھینچ کر تمہیں الکوں کا سا جھرونے...... اور تمہارا حلیہ بگڑ جائے گا!"

"میں ڈاکٹر نجیب سے مدد حاصل کرنے سے پہلے ہی زیادہ خوبصورت ہو جاؤں گا....."

"ڈاکٹر نجیب!۔۔" بوڑھا سنجیدہ ہو گیا! "کیا تم اس سے مل چکے ہو!"

"جی ہاں۔۔۔ اور میں عنقریب ان سے اپنے کان چھوٹے کراؤں گا!"

"بکواس بند کرو! تم اس سے کیوں ملے تھے!"

"میں داراب کیسل کی حدود میں رہنے والے ہر آدمی سے مل رہا ہوں! کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بچھو کہیں باہر سے آئے تھے۔۔۔!"

سردار داراب کچھ سوچنے لگا! عمران خاموشی سے اس کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔ پھر سردار نے سر اٹھا کر کہا! "اگر یہ سب کچھ یہیں کے کسی آدمی کی حرکت ہے تو مجھے شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔"

"کیوں؟"

"اس کا یہ مطلب ہے..... کہ میرا رویہ یقینی طور پر دوسروں کے لئے تکلیف دہ ہے ورنہ ان میں سے کوئی میرا دشمن کیوں ہو جاتا۔۔۔!"

"کٹ اٹ آؤٹ!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا! "اب آپ شاید اخلاقیات پر بور کریں گے۔۔!"

"تم گدھے ہو!....." سردار داراب کو سچ مچ غصہ آ گیا! لیکن عمران کی زبان بھی چلتی رہی۔ "میں بھی آپ ہی کی طرح انتہائی صاف گو آدمی ہوں! اس لئے آپ برا تو مان سکتے ہیں لیکن غصے کا اظہار نہیں کر سکتے۔۔۔! آپ کو اپنا رویہ شریفانہ ہی رکھنا چاہئے!..... آپ یہی کہنا چاہتے تھے نا کہ مجھ جیسے گوتم بدھ سے دشمنی رکھنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ مجھے اور زیادہ گوتم بدھ بننا چاہئے!..... لیکن میں یہاں اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ آپ کو اور زیادہ شریف بنتے دیکھ کر خوشی کا اظہار کروں۔ کیا سمجھے آپ.....؟"

سردار داراب اس طرح منہ کھولے بیٹھا تھا جیسے دنیا کا آٹھواں عجوبہ اس کے سامنے آ گیا ہو! عمران بولتا رہا..... "آپ غالباً یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہاں کیسل کی حدود میں کوئی آدمی آپ کا دشمن نہیں ہو سکتا لیکن میں آپ سے سوال کروں گا کہ آپ پچھلی رات ہوا سے کیوں لڑ رہے تھے۔ اس لئے آدمی کے ساتھ آبزرویٹری تک جانے کی بجائے راستے ہی سے کیوں ہٹ آئے تھے؟"

عمران خاموش ہو گیا! سردار داراب اسے خاموشی سے گھورتا رہا پھر بولا "کب تک بکتے ہو یا ابھی اور بکو گے!"

"اس کا فیصلہ آنے والے لمحات کریں گے!" عمران اس طرح اکڑ کر بولا جیسے ابھی تک

زبان کی بجائے تلوار چلا رہا ہو!....

"میرا خیال ہے کہ بعض لوگ یہاں میرے دشمن ہو سکتے ہیں!" سردار داراب نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"ٹھیک.... اب آئے ہیں آپ رو پر---!" عمران جیب سے نوٹ بک نکالتا ہوا بولا!

"ٹھہرو! مگر میں کسی کا نام نہ لوں گا! کیونکہ یہ محض شبہ ہے! ثبوت نہیں رکھتا!"

"آپ ڈرپوک ہیں جناب!".... عمران نے چڑانے کے سے انداز میں کہا!

"تم بیہودہ ہو---!" سردار داراب دہاڑا۔

"میں کب کہتا ہوں کہ بیہودہ نہیں ہوں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا "خدا ایک مضبوط دل عطا کرے.... خواہ دولت سے محروم رکھے!"

"ارے تم اپنی ہی ہانکتے رہو گے یا میری بھی سنو گے!...." سردار اس انداز میں بولا جیسے اپنا سر پیٹ لینے کا ارادہ رکھتا ہو۔

"کیا سنوں!.... آپ یہی فرمائیں گے کہ جانتا تو تم بدھ کسی کے خلاف شبہ ظاہر کرنا بھی گناہ سمجھتے تھے!"

سردار داراب یک لخت خاموش ہو گیا! اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی تھی لیکن جھنجھلاہٹ کی زیادتی الفاظ کی ترتیب میں حارج ہوئی اور وہ کچھ نہ بول سکا!

"جناب والا!" عمران کچھ دیر خاموش رہ کر بولا "اگر آپ کو یہی کرنا تھا تو معاملے کو کیوں آگے بڑھایا تھا! سر سلطان سے مدد حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی---!"

"محض اسی لئے کہ پوری تحقیق کئے بغیر اس معاملے کو پولیس کے ہاتھ میں نہیں دینا چاہتا تھا"

"آپ سچ مچ تم بدھ ہیں!" عمران سر ہلا کر بولا "لیکن جب تک آپ کسی پر شبہ نہ ظاہر کریں گے میں کچھ نہیں کر سکتا---!"

"میرے کچھ اصول ہیں ان پر سختی سے کاربند ہوں!"--- سردار داراب نے کچھ دیر بعد کہا۔

"پھر میں کیا کروں---! آپ ہی کچھ بتائیے!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا!

"بچھو رکھنے والے کو تلاش کرو---!"

"میرے خیال سے ایک طریقہ بہترین رہے گا!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلا کر کہا!

"کیا---!"

"میں ایک اشتہار شائع کرا دوں.... کہ جس نے بھی سگار کیس میں بچھو رکھے تھے دوبارہ کوشش کرے.... پہلا انعام مبلغ پانچ سو روپے.... دوسرا انعام.... ڈھائی سو.... تیسرا انعام

پونے ایک سو.... سب سے زیادہ حل بھیجنے پر چوتھا انعام مبلغ...."

لیکن جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی سردار داراب کمرے سے نکل گیا۔

(۵)

دوپہر کے کھانے کی میز پر سردار داراب سے دوبارہ ملاقات ہوئی تھی۔ عمران سمجھا تھا کہ میز پر تنہا ہو گا لیکن وہاں اسے کئی افراد نظر آئے تھے۔ شاہدہ اس کی سہیلی بلقیس اور وہ بوڑھا جو پچھلی شام سردار داراب کے ساتھ تھا۔ عمران کو دیکھ کر دونوں لڑکیاں مسکرائیں اور ان کی آنکھوں سے شرارت جھانکنے لگی!

سردار داراب نے صرف ایک بار سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا!

کھانا نہایت خاموشی کے ساتھ ختم ہوا.... عمران نے ان میں سے کسی کو بھی بولتے نہیں سنا تھا! کھانے کے بعد سردار داراب اٹھ گیا!.... اور دوسرا بوڑھا بھی اس کے ساتھ ہی ڈائننگ روم سے چلا گیا! بلقیس اور شاہدہ بیٹھی رہیں۔

اچانک عمران نے شاہدہ کو مخاطب کیا۔ "سردار داراب آپ کے کون ہیں!"

"آپ سے مطلب؟" بلقیس بول پڑی!

"جب میں آپ سے گفتگو شروع کروں تب مطلب پوچھئے گا"

اس جواب پر شاہدہ جھنجھلا گئی اور تلخ لہجے میں بولی "میں آپ کا جغرافیہ سمجھنے سے قاصر ہوں!"

"جغرافیہ کے چند موٹے موٹے اصول یاد رکھیے تو یہ دشواری کبھی نہ پیش آئے۔" عمران نے ہمہ تن خوش اخلاق بنتے ہوئے کہا "میں چونکہ خط استوا سے کافی فاصلہ پر واقع ہوا ہوں اس لئے سال بھر ٹھنڈا رہتا ہوں--- اور میری اپر چیمبر چونکہ سطح سمندر سے زیادہ اونچی نہیں ہے اس لئے وہاں برف جمنے کا امکان کم رہتا ہے!.... باپ موجود ہے لیکن صورت سے آپ کو یتیم معلوم ہوتا ہوں گا۔! ویسے میں اتنا کام چور ہوں کہ مجھے حقیقتاً بحر الکاہل میں واقع ہونا چاہیے تھا--- اب آپ بتائیے کہ ڈول ڈرم کسے کہتے ہیں؟"--- بلقیس منہ دبائے ہنسی روکنے کی کوشش کر رہی تھی! شاہدہ کے ہونٹوں پر بھی ایک بے ساختہ قسم کی مسکراہٹ نظر آتی.... اور کبھی پیشانی پر سلوٹیں پڑ جاتیں۔

عمران خاموش ہو کر احمقانہ انداز میں انہیں گھورتا رہا پھر بولا۔ "میں ایک پرائیویٹ سراغرساں ہوں۔"

"ہائیں!" دونوں کی زبان سے بیک وقت نکلا اور ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"کیوں — کیا پرائیویٹ سراغرساں ہونا بری بات ہے؟" عمران مسکرا کر بولا! لیکن پھر بھی لڑکیوں سے کوئی جواب نہ ملا چند لمحے جواب کا انتظار کر کے عمران پھر بولا!

"میرا خیال ہے کہ سردار کے علاوہ صرف آپ دونوں اس واقعہ سے واقف ہیں!"

"کس واقعہ سے؟" شاہدہ نے پوچھا!

"بچھوؤں والا واقعہ — !"

"جی ہاں — ہم دونوں... کیوں!" بلقیس بولی!

"میرا خیال ہے کہ آپ دونوں کو سردار داراب سے ہمدردی بھی ہوگی — !"

"آپ اس گفتگو کا مقصد بیان کیجئے!" شاہدہ نے کہا!

"گفتگو ختم ہو جانے کے بعد — فی الحال اگر آپ میں سے کوئی ایک صاحبہ میرے سوالات کا جواب دیتی رہیں تو میں مشکور ہوں گا!"

"لیکن آپ کو مشکور ہونے کی تکلیف کیوں دی جائے!"

"کیونکہ سردار داراب کی زندگی خطرے میں ہے؟"

"کیا؟"... شاہدہ بے ساختہ اچھل پڑی!

"جی ہاں!" عمران مغموم انداز میں سر ہلا کر بولا! "میں غلط نہیں کہہ رہا!"

"ابھی تک آپ کی کوئی بات ہی سمجھ میں نہیں آئی!" بلقیس نے کہا۔ "غلط یا صحیح تو بعد کی باتیں ہیں!"

"میرا مطلب یہ ہے کہ سردار داراب سے کوئی بات معلوم کر لینا آسان کام نہیں ہے.... ویسے یہ دوسرے صاحب کون تھے — !"

"لیموں نچوڑ — ہاں میں ہاں ملانے والے!" بلقیس نے جواب دیا!

"یعنی وہ سردار صاحب کے کوئی عزیز نہیں ہیں!"

"نہیں — !"

"خیر ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ سردار صاحب سے کچھ معلوم کر لینا بہت مشکل ہے! لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسے مواقع پر اس قسم کی عادتیں مہلک ثابت ہوتی ہیں!"

"میں نہیں سمجھی!" شاہدہ بولی!

"سردار داراب کسی پر شبہ ظاہر کرنے کے لئے تیار نہیں!"

"آہا... ٹھیک ہے!" شاہدہ نے سر ہلا کر کہا "بابا اپنے اس اصول پر سختی سے کاربند ہیں

شبہ یقین کی حد تک بڑھ جائے اسی صورت میں شبے کا اظہار کیا جائے ورنہ نہیں!"

"اور اگر یقین آنے سے قبل ہی ان کی گردن کٹ جائے تو — !"

"کیا بیکار باتیں کر رہے ہیں آپ!" شاہدہ بگڑ گئی!

"میں بیکار باتیں نہیں کر رہا!... آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کس پر شبہ کر رہی ہیں!"

"میں کس پر شبہ کروں گی جب کہ اس حرکت کا مطلب ہی نہیں سمجھ سکی!"

"پھر کسی نے مذاقاً ایسی حرکت کی ہوگی....!"

"کس کی مجال ہے، جو بابا سے اس قسم کا مذاق کر سکے!"

"پھر یہ چیز حیرت انگیز ہے یا نہیں — !"

"سو فیصدی حیرت انگیز ہے — مگر — !"

"مگر کیا — " عمران اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا!

"اوہ — یونہی زبان سے نکل گیا تھا — میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتی تھی!"

"ڈاکٹر نجیب سے آپ کا رشتہ ہے؟...."

"وہ میرے پھوپھی زاد بھائی ہیں!"

"اوہ — تو آپ سردار صاحب کی پوتی ہیں! حالانکہ یہ لفظ مجھے قطعی ناپسند ہے.... لاحول ولا قوۃ.... آپ اتنی شاندار لڑکی.... اور پوتی.... کیا تک ہے.... پوتی.... کتنی بار لاحول پڑھوں.... خیر لاحول ٹو دی پاور ٹو ہنڈریڈ....!"

"آپ کیوں بے تکی بکواس کر رہے ہیں! آپ سراغرساں تو کیا محکمہ سراغرسانی کے بھی نہیں معلوم ہوتے....!"

"اے کیا بات کرتی ہیں آپ!" عمران نے غصیلی آواز میں کہا "میں شرلاک ہومز.... "دونوں لڑکیاں مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنسنے لگیں!

"آپ لوگوں کو پچھتانا پڑے گا!" عمران میز پر گھونسہ مار کر بولا۔ "میں چیلنج کرتا ہوں! ڈاکٹر واٹسن نے ایک یتیم خانہ کھول لیا ہے۔ ورنہ بتاتا آپ کو!"

"آپ نہیں داخل ہوئے اس یتیم خانے میں!" بلقیس نے سنجیدگی سے پوچھا!

"میرے والد صاحب ابھی زندہ ہیں!" عمران اکڑ کر بولا!

"اس کے باوجود بھی آپ یتیم یتیم سے نظر آتے ہیں!"

"محض اس لئے کہ آپ جیسی لڑکیوں کو مجھ پر رحم آئے...."

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں!

بلقیس پھر ہنس پڑی! لیکن شاہدہ یک بیک سنجیدہ نظر آنے لگی تھی---! اس نے بلقیس کی طرف دیکھ کر کہا! "تم میرے کمرے میں چلو---! اور وہیں میرا انتظار کرو! میں ان سے کچھ گف کرنا چاہتی ہوں!"

"وہ بھی!" بلقیس نے برا سا منہ بنا کر کہا! پھر اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں جا رہی ہوں! لیکن واپسی پر اگر میں نے تمہارا کوئی اسکرو ڈھیلا پایا تو اپنا سر پیٹ لوں گی---! یہ حضرت پچاس ہز میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دماغ چاٹتے ہیں!"

"جی ہاں---جی ہاں!" عمران سر ہلا کر بولا! "بس آپ تشریف لے جایئے!"

بلقیس معنی خیز انداز میں سر ہلاتی ہوئی چلی گئی!

چند لمحے خاموشی رہی پھر شاہدہ بولی! "کیا آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں کہ آپ سراغرساں ہیں!"

"میں کیا بتاؤں! دنیا کی کوئی یونیورسٹی سنجیدگی کا سرٹیفکیٹ نہیں دیتی ورنہ ایک حاصل کر کے گلے میں لٹکا لیتا---!"

"بابا سے آپ کو کچھ نہیں معلوم ہو سکے گا کیونکہ وہ اپنے اصولوں کی سختی سے پابندی کرتے ہیں!"

"کسی نہ کسی سے تو معلوم ہی ہونا چاہئے! ورنہ بابا صاحب آپ کے اصولوں کی بارات سجائے ہوئے قبرستان کا راستہ لیں گے---! اور آپ کو برا نہ ماننا چاہئے! میں حقیقت عرض کر رہا ہوں!"

"میں سمجھتی ہوں!" اس نے تشویش کن لہجے میں کہا" اور اسی لئے مجھے، جو کچھ بھی معلوم ہے آپ کو صاف صاف بتا دینا چاہتی ہوں! بابا تو یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ آپ سراغرساں ہیں اس لئے خود ہی سب کچھ معلوم کر لیں گے! ان کے ذہن میں دراصل جاسوسی ناولوں کے سراغرساں ہیں، جو آنکھ بند کر کے گھر بیٹھے ملزم کا پتہ نشان بتا دیتے ہیں!--- مگر خیر میں ہر وقت ہر قسم کی مدد کے لئے حاضر ہوں....."

"آپ کا بہت بہت شکریہ!" عمران مسکرا کر بولا!

"آپ ان کے متعلق کیا پوچھنا چاہتے ہیں!"

"یہی کہ ان کے سگار کیس میں بچھو کیوں رکھے گئے تھے.....!"

"اگر میں یہ بتا دوں تو پھر آپ کہاں کے سراغرساں!... اگر یہی معلوم ہوتا تو ہم مجرم کو

دیجئے---!"

"دیکھئے!.... کیا وہ بچھو! سرور کی زندگی کا خاتمہ کر سکتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ پانچ یا پچاس ر یک وقت ڈنک مارتے تو ان کا خاتمہ ہو جانا مشکل ہی تھا!.... پھر بچھوؤں کا کیا مقصد ہو ہے!"

"آپ بتایئے---!"

"میں بتاتا ہوں---! کیا ان کے داہنے ہاتھ میں ورم آجانے سے کوئی اہم کام رک سکتا تھا!"

"اوہو---! اب آپ سراغرسانوں کے سے سوالات کر رہے ہیں! پھر آپ اتنے احمق کیوں آتے ہیں---!"

"یقین کیجئے میں فی الحال شادی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا اس لئے میرے احمق نظر آنے آپ کو کوئی دلچسپی نہ ہونی چاہئے!"

"آپ بدتمیز ہیں---!"

"جی ہاں! مجھے یہ بھی تسلیم ہے! لیکن فی الحال آپ اپنے بابا کی زندگی محفوظ رکھنے میں میرا بٹایئے---!"

"میں نہیں سمجھ سکتی کیا بتاؤں---!"

"وہ اپنی زمینوں کے متعلق ایک غیر ملکی کمپنی سے کوئی معاہدہ کرنے والے تھے!...."

"جی ہاں---! معاہدے پر ان کے دستخط ہونے باقی ہیں!...."

"لیکن.....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا! "اگر وہ آج اس معاہدے پر دستخط نہیں کر سکتے تو ماہ بعد انہیں کون روک سکے گا---! یعنی اگر ان کے داہنے ہاتھ میں بچھو ڈنک مار بھی دیتے ان کا ہاتھ کچھ دنوں کے لئے بیکار بھی ہو جاتا تو اس سے فرق ہی کیا پڑتا۔ وہ کمپنی کہیں بھاگ ورنہ معاہدہ--- دستخط کچھ دنوں بعد بھی ہو جاتے--- آپ سمجھتی ہیں نا!"

"جی ہاں! سمجھتی ہوں!"

"پھر بتایئے! بچھوؤں کا مقصد!"

"میں کیا بتاؤں---! آپ خود معلوم کیجئے!"

"یعنی اب آپ مجھے بھی جاسوسی ناولوں کا سراغرساں بنانا چاہتی ہیں! یعنی میں اپنے کمرے بیٹھے بیٹھے ڈاکٹر واٹسن کو پکار کر کہوں ذرا الماری سے وہ کتاب تو نکالنا، جو گدھے کی کھال پر گئی تھی.... اور اس پر گینڈے کی کھال کی جلد ہے.... اور میں وہ کتاب منگوا کر اس میں وؤں کی اقسام کے متعلق پیارے ڈاکٹر واٹسن کو تین چار پیراگراف سنا کر بور کروں اور پھر یہ

ثابت کروں کہ یہ بچھو سو فیصدی نقلی ہیں! پھر واٹسن میرا عزیز اسی قسم کے اصلی بچھوؤں تلاش میں نکل جائے...... اور دن بھر مارا مارا پھرے ادھر ادھر جھک اور واپس آئے شام کو اس کے ساتھ کہ وہ نقلی بچھو بھی نہیں تھے...... یعنی سرے سے بچھو ہی نہیں تھے...... بلکہ کیڑ کی ایک کمیاب نسل کیکڑی کم ڈب ڈب کے چند آوارہ افراد...... بپ......"

شاہدہ ہنس رہی تھی—عمران ہاتھ نچا کر بولا! "مگر! ڈاکٹر واٹسن آج کل ایک یتیم چلا رہا ہے اس لئے میں اپنی سکیم کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتا!"

"آپ بابا سے کیوں نہیں پوچھتے—؟"

"کیا پوچھوں—؟"

"یہی کہ کیا اس معاہدے سے بھی زیادہ اہم کوئی چیز تھی—!"

"آپ ہی بتا دیجئے نا—بابا تو......"

دفعتاً ایک نوکر نے ڈائننگ ہال میں آکر عمران کو اطلاع دی کہ سردار داراب لائبریری میں اس کا انتظار کر رہا ہے۔

"پھر سہی!" عمران شاہدہ کی طرف دیکھ کر سر ہلاتا ہوا مسکرایا!

پھر وہ لائبریری میں آیا...... سردار داراب ٹہل رہا تھا اسے دیکھ کر رک گیا! چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر مکا لہراتا ہوا بولا" میں تم سے انتقام لوں گا...... تمہاری بدتمیزی کا انتقام! تمہیں بھاگنے کا راستہ نہ ملے گا—بس اب جاؤ...... میں نے یہی کہنے کے لئے بلایا تھا......!"

(۲)

عمران شام تک داراب کیسل کی کپاؤنڈ میں مارا مارا پھرتا رہا...... بوڑھا داراب حقیقتاً اس کے لئے معمہ بن کر رہ گیا تھا...... اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کس طرح راہ لائے...... شاہدہ کی گفتگو نے اسے الجھن میں ڈال دیا تھا! اس معاہدے سے زیادہ اہم کیا چیز جس نے کسی کو داراب کا ہاتھ بیکار کر دینے پر مجبور کر دیا تھا!...... لیکن اگر اس کا ہاتھ وقتی طور بیکار ہی ہو جاتا تو اس سے اس نامعلوم آدمی کو کیا فائدہ پہنچتا!—اگر وقتی طور پر داراب معاہدے پر دستخط نہ کر سکتا تو کیا ہاتھ اچھا ہو جانے سے بھی کام نہ ہو سکتا!—اب سوال صرف یہ رہ جاتا تھا کہ کیا معاہدے کی تکمیل میں دیر ہو جانے پر بھی کسی کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا تھا؟ عمران نے اس کے امکانات کا بھی جائزہ لیا—لیکن یہ خیال بے وزن ثابت ہوا—معاہدے کی تکمیل میں د

ہو جانے سے حالات میں کوئی خاص فرق نہیں پڑ سکتا تھا! عمران کی تفتیش کا ماحصل صرف یہی تھا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ بات کچھ بھی ہو! سردار داراب اسے اپنی زبان سے نہیں دہرانا چاہتا!—شاہدہ کے متعلق بھی اس کا یہی اندازہ تھا! اس نے ایک بار ڈاکٹر نجیب کے سامنے بھی یہی تذکرہ چھیڑا...... لیکن اس نے لاعلمی ظاہر کی۔ اسے تو معاہدے کے متعلق بھی علم نہیں تھا! وہ تو چوبیسوں گھنٹے پلاسٹک سرجری میں غرق رہتا تھا! عمران بہت جلدی اس کی باتوں سے اکتا گیا! کیونکہ اس نے اس فن کے مستقبل پر روشنی ڈالنی شروع کر دی تھی۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ گرلز کالج کی کئی بدصورت لڑکیوں کو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ خوبصورت بنانے کی پیش کش کر چکا ہے! لیکن اس کے اپنے خیال کے مطابق مشرقی لڑکیاں بڑی بے حس واقع ہوئی تھیں کیونکہ انہوں نے اس کی پیش کش کو ٹھکرا دیا تھا! انہیں اپنی بدصورتی کا غم ہی نہیں تھا...... ڈاکٹر نجیب نے اس پر بڑی حیرت ظاہر کی......

بہر حال عمران نے اس سے جلدی ہی پیچھا چھڑانے کی کوشش کی تھی!...... وہ تھکا ہارا عمارت میں داخل ہوا—برآمدے میں کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے ایک نوکر نے اطلاع دی کہ سردار داراب بہت دیر سے اس کا منتظر ہے۔

وہ ڈائننگ ہال میں شام کی چائے پی رہا تھا!

عمران چپ چاپ جا کر بیٹھ گیا!...... بلقیس نے چائے بنا کر پیالی اس کی طرف بڑھائی...... اور شاہدہ نے داراب سے کہا" آپ بولیں گے ڈیبیٹ میں......!"

"اوہو! کیوں نہیں!...... میں ڈیبیٹ کی صدارت کروں گا! ایسی صورت میں مجھے کچھ نہ کچھ بولنا ہی پڑے گا!"

پھر شاہدہ نے عمران سے کہا" آج کالج میں مباحثہ ہے! موضوع ایسا ہے کہ بڑی شاندار تقریریں ہوں گی—!"

"کیا موضوع ہے—!" عمران نے پوچھا!

"عورتیں مردوں سے برتر ہیں!......" داراب اپنی پھٹی ہوئی آواز میں غرایا......

"بیشک! یقیناً!" عمران سر ہلا کر بولا—"بلکہ سبحان اللہ—بہترین موضوع ہے!"

"تم بھی چلو گے......!" داراب نے پوچھا!

"ضرور—ضرور!......" عمران نے بڑے خلوص سے کہا" لیکن میں اس موضوع کی مخالفت میں تقریر کرنے والوں یا والیوں کو ہوٹ کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا—میں اسے برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ عورتوں پر مردوں کی برتری ثابت کی جائے!"

"مخالفت میں یقیناً تقریریں ہوں گی، مباحثے کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے!" شاہدہ نے کہا!

"تب میں یقیناً ہوٹ کروں گا" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

چائے ختم کرنے کے بعد وہ اٹھ گئے! عمران نے بہت چاہا کہ وہ مباحثے وغیرہ کے چکر میں نہ پڑنے پائے! لیکن سردار داراب نے اسے مجبور کر دیا!

اس نے کہا "اس سے بہتر موقع اور کون سا ہوگا! میں تمہیں اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے روشناس کراؤں گا۔۔۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اسی حیثیت سے متعارف ہو گے! اور پھر تمہیں کام کرنے میں آسانی ہوگی! ابھی داراب کیسل کے بہت کم لوگ تم سے متعارف ہوئے ہیں!"

"تو آپ دوسروں پر یہی ظاہر کرتے رہے ہیں کہ آپ کا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں!"

"غلطی، غلطی۔۔۔ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ تم پرائیویٹ سراغرساں ہو تو تمہیں اپنے کام میں دشواریاں پیش آئیں گی!"

"اگر آپ چاہیں تو منٹوں میں یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے!"

"کیوں؟۔۔۔ میں نہیں سمجھا!۔۔"

"میری دانست میں معاہدے کے علاوہ بھی کوئی اور کام ہو سکتا ہے، جس کی تکمیل کسی کو ناگوار ہے!"

"کیوں!۔۔۔ یہ تم نے کیسے کہا؟"

"موٹی سی بات ہے سردار صاحب! اگر وقتی طور پر معاہدہ کی تکمیل نہ ہو سکے تو اس کا اثر اس معاہدے پر کیا پڑے گا۔۔۔ کیا وہ وقت گذر جانے پر معاہدے کی تکمیل نہ ہو سکے گی؟۔۔۔؟"

"دس سال بعد بھی ہو سکتی ہے!" سردار داراب بولا!

"پھر اس معاہدے کو خارج از بحث سمجھئے!"

"چلو سمجھ لیا۔۔۔ پھر؟"

"پھر کچھ دنوں کے لئے آپ کا ہاتھ بیکار ہو جانے سے کسی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟"

"گڈ۔۔۔!" سردار داراب چٹکی بجا کر بولا۔ "ویری گڈ! مجھے توقع ہے کہ تم بہت جلد معاملات کی تہہ تک پہنچ جاؤ گے! بس اب مباحثہ شروع ہونے میں تھوڑی ہی دیر رہ گئی ہے، ہمیں چلنا چاہئے۔۔۔ تم دیکھو شاہدہ تیار ہو گئی یا نہیں! وہ بہت اچھا بولتی ہے۔۔۔۔!"

عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا وہاں سے رخصت ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد عمران، سردار داراب، بلقیس اور شاہدہ کالج کی عمارت کی طرف جا رہے تھے!۔۔۔۔

مباحثہ کالج کی لڑکیوں کے درمیان تھا! لیکن آدھا ہال مردوں سے بھرا ہوا تھا! اس میں

سردار گڈھ کے معززین بھی تھے! اور داراب کیسل کے رہنے والے بھی!

تقریریں شروع ہوئیں اور کافی دیر تک جاری رہیں! دس لڑکیوں نے حصہ لیا تھا! آخیر میں شاہدہ بولی! اس کی تقریر دوسری تقریروں پر بھاری رہی تھی! لیکن وہ انعامی مقابلے میں شریک نہیں تھی! کیونکہ اس کا تعلق کالج سے نہیں تھا۔ اس کے بعد جج صاحبان فیصلہ کرنے کیلئے اٹھ گئے!

پھر دفعتاً سردار داراب نے جو صدارت کر رہا تھا اٹھ کر مجمع کو مخاطب کیا!

"خواتین و حضرات۔۔۔ جب تک جج صاحبان فیصلہ مرتب کریں۔ آپ اپنے ملک کی ایک عظیم ہستی جناب ڈاکٹر علی عمران ایم۔ ایس سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی آکسن سے موضوع کی موافقت میں ایک بصیرت افروز تقریر سنئے!۔۔۔۔ آپ سائنٹیفک طور پر یہ ثابت کریں گے کہ عورت مرد سے برتر ہے۔۔۔۔ ڈاکٹر صاحب سے استدعا ہے کہ ڈائس پر تشریف لائیں!۔۔۔۔"

عمران کے ہاتھوں کے طوطے اڑنے ہی والے تھے کہ اس نے انہیں بڑی مشکل سے پکڑا اور اپنا سر سہلانے لگا! وہ حقیقتاً بوکھلا گیا تھا!۔۔۔۔ اسے خواب میں بھی گمان نہیں ہو سکتا تھا کہ سردار داراب اس طرح اس کی ٹانگ لے گا۔۔۔۔ آج دوپہر ہی کو اس نے اسے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ اس سے اس کی بدتمیزیوں کا انتقام لے گا مگر وہ اسے مجذوب کی بڑ سمجھا تھا!۔۔۔۔ اسے کیا معلوم تھا کہ وہ اسے بھرے مجمع میں الو بنانے کی کوشش کرے گا۔۔۔ عمران اور تقریر۔۔۔۔ خدا کی پناہ۔۔۔! اس کے پاس مواد بھی نہیں تھا۔۔۔ اگر اس نے تقریریں سنی ہوتیں تو انہیں کے سہارے کچھ نہ کچھ بولنے کی کوشش کرتا! مگر وہ تو ذہنی طور پر قطعی غیر حاضر رہا تھا!۔۔۔۔ اسے بھلا عورتوں کی برتری سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی کہ دھیان دے کر تقریریں ہضم کرتا! سنجیدہ موضوعات اسے ہمیشہ سے کھلتے آئے تھے!۔۔۔۔ بہرحال وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر اپنی جگہ سے اٹھا! لوگ اس نئے آدمی کو دیکھنے کے لئے بے چین تھے! جیسے ہی عمران اٹھ کر ڈائس کی طرف بڑھا ہال میں تالیوں کا طوفان آ گیا۔

مائیک کے قریب پہنچ کر اس نے بڑی بے بسی سے گلا صاف کیا۔۔۔۔ اور مردہ سی آواز میں بولا! "خواتین و حضرات۔۔۔!"

ٹھیک اسی وقت اس کی شرارت آمیز ذہانت جاگ اٹھی!۔۔۔۔ وہ چہک کر بولا۔ "دیکھئے مرد پر عورت کی برتری ثابت ہو گئی!۔۔۔۔ پہلے خواتین پھر حضرات۔۔۔! جو لوگ موضوع کی مخالفت میں بولے ہیں انہوں نے بھی آپ کو اسی ترتیب سے مخاطب کیا تھا! خواتین و حضرات۔۔۔! انہوں نے حضرات و خواتین نہیں کہا تھا!۔۔۔ یہ ہے سائنٹیفک ثبوت! یعنی مرد کے تحت الشعور میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ عورت مرد سے برتر ہے۔۔۔ اسی لئے وہ پہلے خواتین کو مخاطب کرتا

ہے..... پھر حضرات کو.....!"

اس پر بہت زور و شور سے تالیاں بجیں! عمران نے مڑ کر سردار داراب کی طرف دیکھا اور بولا۔ "جناب صدر و خواتین و حضرات..... عورت کو اللہ پاک نے مرد سے برتر بنایا ہے اس کا کھلا ہوا ثبوت یہ ہے کہ اسے مردوں کے مقابلہ میں جبری سہولتیں نصیب ہیں! مثلاً اسے روزانہ صبح اٹھ کر مردوں کی طرح شیو نہیں کرنا پڑتی---! سبحان اللہ..... اس نے عورتوں کو فارغ البالی عطا کر دی ہے! اور جناب تیسرا اسٹرانگ ثبوت یہ ہے کہ مرد ایک اور ایک دو ہی ہو سکتا مگر عورت ایک اور ایک تین ہو جاتی ہے..... چار ہو جاتی ہیں..... پانچ ہو جاتی ہیں اور علیٰ ہذا القیاس سمندر پار تو ایک درجن اور ڈیڑھ درجن ہو جانے والی عورتوں کو انعامات ملتے ہیں۔ خطابات ملتے ہیں---! اس لئے جناب..... عورت مرد سے برتر ہے---!"

ہال میں بیٹھی ہوئی عورتیں اور لڑکیاں بغلیں جھانکنے لگیں..... مرد قہقہوں پر قہقہے لگا رہے تھے!..... دوسری طرف سردار داراب کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا---!

عمران نے شور ختم ہو جانے پر ہانک لگائی "برتر وہی ہے، جو بیوقوف ہے! جتنا بیوقوف اتنا ہی برتر---! پہلے مرد عورت پر حکومت کرتا تھا..... طاقت سے.....! اب بیوقوف یعنی برتر بنا کر حکومت کرتا ہے!..... برتر بنا کر حکومت کرنے میں اسے دوہرا فائدہ ہے..... یعنی عورت پر دوہری ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں..... وہ خود انہیں اپنے دوش بدوش کام کرنے کا موقع دیتا ہے..... رہ گئے چار دیواری والے فرائض تو عورتیں انہیں علاوہ انجام دیتی ہے!..... یعنی مرد عورتوں کے دوش بدوش بچوں کو دودھ نہیں پلاتا..... عورتوں کے دوش بدوش باورچی خانے میں جھک نہیں مارتا!..... عورتوں کے دوش بدوش گھر کی صفائی نہیں کرتا..... بچوں کے کپڑے نہیں دھوتا..... اس وقت وہ پلنگ پر لیٹ کر چین کی بنسی بجاتا ہے یا دوستوں کو سمیٹ کر تاش کھیلنے لگتا ہے..... سبحان اللہ..... عورت اسی لئے مرد سے برتر ہے کہ اس نے دوہری ذمہ داریاں سمیٹ رکھی ہیں! یہی وجہ ہے کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں نہ تو گنجی ہوتی ہیں اور نہ توند بڑھا رکھتی ہیں--- سبحان اللہ--- بلکہ ماشاء اللہ---!"

اس بار بہت زور و شور سے تالیاں بجیں! مجمع سے کچھ جھلائے ہوئے لوگ "بیٹھ جاؤ..... بیٹھ جاؤ!" کے نعرے بھی لگا رہے تھے! اتنی دیر میں جج صاحبان فیصلہ مرتب کر کے اپنی جگہوں پر واپس آگئے--- سردار داراب بہت زیادہ بے چین نظر آرہا تھا--- یک بیک وہ اٹھ کر مائیک میں بولا۔ "خواتین و حضرات..... ڈاکٹر صاحب اس وقت مزاح کے موڈ میں تھے! بہر حال انہوں نے آپ کو فیصلے کے انتظار میں بور ہونے سے بچا لیا! ہم ڈاکٹر صاحب کے شکر گزار ہیں۔ اب

آپ معزز جج صاحبان کا فیصلہ سنیئے!....."

"نہیں پہلے صدارتی تقریر---!" کسی نے مجمع سے ہانک لگائی..... عمران اتنی دیر میں اپنی جگہ پر واپس جا چکا تھا---

"صدارتی تقریر.....!" سردار داراب نے کہا "صدارتی تقریر کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا..... کیونکہ صدر کے لئے کوئی انعام ہی نہیں رکھا گیا!--- اور پھر صدر کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ موضوع کی مخالفت یا موافقت کرے..... بوڑھا صدر اپنے پچھتر سالہ تجربات کی بنا پر صرف یہ کہہ سکتا ہے..... ان دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے برتر نہیں ہے!..... عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں..... اور بس! ہاں اب فیصلہ سنیئے.....!"

اس کے بعد اس نے اول، دوئم اور سوئم آئی ہوئی لڑکیوں کے ناموں کا اعلان کیا۔

واپسی پر سردار داراب عمران پر بری طرح برس رہا تھا۔ بلقیس اور شاہدہ ہنس رہی تھیں۔

"ارے جناب آپ نے کون سی بھلائی کی تھی میرے ساتھ۔" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔

"میں سوچتا ہوں کہ مجھ پر ہارٹ اٹیک کیوں نہیں ہوا۔"

"تمہاری وجہ سے میری بڑی بے عزتی ہوئی۔"

"اور آپ کی وجہ سے میرا ہارٹ فیل ہو گیا ہوتا تو میں کس سے شکایت کرتا۔ خدا کی پناہ" روہانسا بولا..... "یہ حادثہ بھی میرے لئے یادگار رہے گا۔ مجھے حیرت ہے کہ حاضرین نے میرے آٹو گراف کیوں نہیں لئے....."

"میں بھی اس تجویز سے متفق ہوں۔" شاہدہ نے کہا۔ "میں سوچ رہی ہوں کہ آپ کو کیمل کے میوزیم کے لئے اسپرٹ میں محفوظ کر لیا جائے۔" بلقیس بول پڑی۔ دفعتاً وہ سب چلتے چلتے رک گئے قریب ہی کہیں سے کچھ اس قسم کی آوازیں آرہی تھیں جیسے کوئی بند دروازہ ہلایا جا رہا ہو۔

"ارے..... یہ ہم کدھر آگئے۔" شاہدہ نے خوفزدہ آواز میں کہا۔

"اوہ..... سب بکواس ہے....." سردار داراب کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ "کوئی بے ہودہ آدمی ہم سب کو ہراساں کرنا چاہتا ہے۔ میں کسی دن اسے گولی..... مار دوں گا۔"

"کیا قصہ ہے۔" عمران نے شاہدہ سے پوچھا۔

"لوہے والا پھاٹک۔" شاہدہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "وہ آسیب زدہ ہے۔" پھر وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھ کر سردار داراب کے قریب پہنچ گئی۔ بلقیس نے بھی قدم بڑھائے اور عمران دبی ہوئی آواز میں بولا..... "ارے تو تم لوگ مجھے کیوں موت کے منہ میں چھوڑے جا رہے ہو۔"

وہ تینوں پھر رک گئے اور عمران تقریباً دوڑتا ہوا ان کے پاس جا پہنچا۔ آوازیں اب بھی

آ رہی تھیں۔ لیکن اب ان کے ساتھ ہی ساتھ کسی بھیڑیے کے بولنے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔

"تم لوگ خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بناتے ہو۔" سردار داراب بولا۔ "ہو سکتا ہے کہ وہاں کسی طرح کوئی بھیڑیا ہی پہنچ گیا ہو۔"

"مگر بابا! دروازہ کوئی آدمی ہی ہلاتا ہے۔" شاہدہ بولی۔

"کل بھی میں نے اسے کھلوا کر دیکھا تھا۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔"

"آپ اندر کب گئے تھے۔ آپ تو پھاٹک ہی پر کھڑے رہے تھے۔"

"وہاں اس ویرانے میں گھس کر اپنے کپڑے خراب کرتا کیوں؟"

"کسی اور کو اندر بھیجنا چاہیے تھا۔"

"بھی کم بخت اسے آسیب زدہ سمجھتے ہیں جاتا کون۔"

"یہ کیا قصہ ہے جناب؟" عمران نے پوچھا۔

"انہیں لوگوں سے پوچھنا۔" سردار داراب نے بیزاری سے کہا۔ "مجھے اس قصے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے....."

"خیر..... نہ بتائیے۔ آپ نے مجھے کچھ نہ بتانے کی قسم کھا رکھی ہے..... گویا....."

کوئی کچھ نہ بولا۔ پھر وہ جلد ہی رہائشی عمارت میں پہنچ گئے۔ سردار داراب تو اپنی خواب گاہ میں لباس تبدیل کرنے چلا گیا اور وہ تینوں ڈائننگ روم میں آ بیٹھے۔

"آپ کی تقریر بالکل چوپٹ تھی۔" عمران نے شاہدہ سے کہا۔

"شکریہ۔" شاہدہ نے جواب دیا "آپ سے تعریف کرنے کو کس نے کہا تھا؟"

"کوئی بات نہیں ہے..... یہ لوہے والا پھاٹک کیا بلا ہے؟"

"ایک عمارت کا پھاٹک جو استعمال میں نہیں ہے۔ اس کے صحن میں اچھا خاصا جنگل اگ آیا ہے۔ ادھر پچھلے چند روز سے وہاں سے عجیب قسم کی آوازیں آنے لگی ہیں۔ رات گئے لوہے کا پھاٹک اس طرح ہلنے لگتا ہے جیسے کوئی آدمی اسے ہلا رہا ہو۔"

"اس لئے وہ آسیب زدہ قرار دیا گیا ہے۔"

"پھر آپ اور کیا کہیں گے.....؟"

"مجھے کیا پڑی ہے کہ کچھ کہوں۔ ہوگا آسیب ہی ہوگا۔ مگر اتنا یاد رکھو کہ یہاں کوئی بہت بڑی واردات ہونے والی ہے۔ سردار داراب اپنی دھن میں ہیں لیکن انہیں پچھتانے کا بھی موقع نہ مل سکے گا۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب بتانے سے پہلے میں پھر انہیں سوالات پر زور دوں گا جو میں نے آج دوپہر کو کئے تھے۔"

شاہدہ کچھ نہ بولی۔ اس نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لئے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے خدشہ ہو کہ کہیں زبان سے کوئی بات نکل ہی نہ جائے۔ عمران اسے غور سے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد سردار داراب بھی لباس تبدیل کر کے رات کے کھانے کے لئے وہیں آ گیا۔ عمران اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار دیکھ رہا تھا۔ کھانے کے دوران میں خاموشی ہی رہی۔ شاید وہ بلقیس کی موجودگی میں کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنا چاہتے تھے۔ غالباً بلقیس نے بھی محسوس کر لیا تھا لہٰذا وہ کھانے کے بعد وہاں نہیں ٹھہری۔

"بابا!" شاہدہ نے اسے مخاطب کیا۔ "یہ کہتے ہیں کہ معاہدے کے علاوہ کوئی دوسرا معاملہ بھی ہو سکتا ہے۔"

"ہاں مجھے بھی معلوم ہے....."

"تو کیا آپ انہیں دوسرے معاملے کے متعلق نہیں بتائیں گے۔"

"کیسا دوسرا معاملہ۔" سردار داراب اسے گھورنے لگا۔ پھر بولا۔ "اگر تم کسی دوسرے معاملے سے واقف ہو تو ضرور بتا دو۔"

"میں آپ کے کسی معاملے سے واقف نہیں ہوں۔ لیکن اس معاملے میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہنا چاہتی۔"

"نہ یہ اپنی زبان سے کچھ کہنا چاہتے ہیں اور نہ آپ۔" عمران نے تشویش کن لہجے میں کہا۔ "میرے خیال سے آپ دونوں پہلے اپنی زبانوں کا بیمہ کرا لیجئے تاکہ اگر کچھ کہتے وقت آپ کی زبانوں کے چیتھڑے اڑ جائیں تو نقصان کی ذمہ داری بیمہ کمپنی پر عائد ہو۔"

"تم الو ہو۔" سردار داراب نے کہا اور اٹھ کر چلا گیا۔ عمران اور شاہدہ تنہا رہ گئے۔

"اگر اب الو بولنا شروع کرے گا تو یہ عمارت ویران ہو جائے گی....." عمران الوؤں کی طرح دیدے نچا کر بولا۔

"سنیئے عمران صاحب....."

"سنائیے شاہدہ صاحبہ..... ورنہ اگر میں پاگل نہ ہوا تب بھی اپنے کپڑے چیر پھاڑ کر جنگل کی راہ لوں گا۔"

"آپ بولتے بہت ہیں۔"

"خیر اب نہ بولوں گا۔ لیکن میں جس کام کے لئے آیا ہوں۔"

"ٹھہریئے.... میں بتاتی ہوں.... بابا اس دن شام کو ایک وصیت نامے پر دستخط کرنے والے تھے۔"

"ہا.... ہمپ...."

"اور کسی کو علم نہیں کہ انہوں نے کس قسم کی وصیت مرتب کی ہے۔"

"آپ بھی نہیں جانتیں...."

"نہیں.... میں بھی نہیں جانتی۔"

"پھر آپ نے اسے چھپانے کی کوشش کیوں کی تھی۔"

"سنیئے.... میں نہیں چاہتی تھی کہ اپنی زبان سے کچھ کہوں۔ بابا کے سارے عزیز مجھ سے محض اس بنا پر جلتے ہیں کہ بابا کو میں بہت عزیز ہوں۔ وہ جہاں بھی رہتے ہیں صرف مجھے اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بابا.... نے وہ وصیت تمہارے ہی حق میں کی ہو گی...."

"خدا جانے.... میں یہ جاننا ہی نہیں چاہتی اور نہ یہ چاہتی ہوں کہ بابا میرے حق میں کوئی وصیت کریں۔ میں دوسرے حقداروں کو مایوس نہیں دیکھنا چاہتی۔"

"آپ یہ اس لئے کہہ رہی ہیں کہ آپ پر کوئی حرف نہ آئے۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور شاہدہ بری طرح بھڑک اٹھی۔ اس نے چیلنج دے کر کہا۔ "اسی لئے میں اپنی زبان سے اس کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔"

"مگر اب مجبوری ہے۔" عمران مایوسی سے سر ہلا کر بولا۔ "اب تو کر ہی چکی ہو تذکرہ۔"

"مجھے صرف بابا عزیز ہیں.... میں ان کے لئے مر بھی سکتی ہوں -- مجھے ان کی دولت کی پرواہ نہیں ہے۔ اگر وہ مفلس آدمی ہوتے تو بھی میں ان سے اسی طرح محبت کرتی کیونکہ ان کی روح تو مفلسی میں بھی اتنی ہی عظیم ہوتی۔"

"یہ عظیم روح کیا چیز ہے۔" عمران نے حیرت سے کہا۔ "میں نے عظیم الدین سنا ہے.... عظیم اللہ سنا ہے۔ مرزا عظیم بیگ چغتائی مرحوم سنا ہے لیکن یہ عظیم روح...."

"آپ کریک ہیں...."

"بیشک ہوں.... مگر.... عظیم.... خیر چھوڑیئے۔ ہاں تو ذرا بابا کے اپنے اعزا کی فہرست بھی مرتب کر دیجئے جنہیں کسی وصیت نامے سے دلچسپی ہو سکے۔"

"اب اس سے مجھے معاف ہی رکھیئے۔"

"میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بچھو آپ ہی نے رکھے تھے۔"

"آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں اگر آپ کو حالات کا علم ہو جائے۔"

"ہو جائے علم۔ میں ہرگز نہیں کہوں گا۔"

"سگار کا ڈبہ میں ہی بابا کی خوابگاہ سے اٹھا کر لائی تھی۔ انہوں نے خود نکالنے کی بجائے مجھ سے کہا تھا کہ میں ان کے لئے ایک سگار نکال دوں۔"

"آہم...." عمران کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔ "پوری پوزیشن سمجھایئے مجھے.... کیا یہ ضروری تھا کہ وہ بچھو ان کے ہاتھ میں ڈنک مار ہی دیتے۔ آخر آپ کیسے محفوظ رہی تھیں....!"

"میں نے اس پر بہت سوچا ہے عمران صاحب اور سو فیصدی میں ہی مجرم ثابت ہوتی ہوں۔"

"اوہ.... اسے چھوڑیئے۔ اس کا فیصلہ میں کروں گا۔ آپ نہیں۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

شاہدہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی پھر بولی.... "ایسا ممکن تھا کہ بابا کا ہاتھ بیکار ہو جاتا۔ وہ جب پڑھنے میں محو ہوتے ہیں تو ٹٹول کر سگار کا ڈبہ کھولتے ہیں۔ اسے دیکھے بغیر.... ناشتے سے پہلے سگار نہیں پیتے اور ناشتہ عموماً لائبریری ہی میں ہوتا ہے۔ کبھی کبھی مجھے بھی لائبریری ہی میں ان کے ساتھ ناشتہ کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس دن بھی یہی ہوا تھا۔ اب بتایئے.... آپ کیا سوچیں گے؟"

"کیا ان کی خوابگاہ میں ہر ایک جا سکتا ہے؟"

"نہیں۔ میں جاتی ہوں یا ان کا خصوصی خادم نعیم یا پھر وہ جس سے کہیں....!"

"یہ نعیم کہاں ملے گا؟"

"کیا اسے بلواؤں...."

"نہیں۔ میں پوچھنا چاہتا تھا کہ کہاں رہتا ہے عمارت میں یا کہیں اور۔"

"بابا کا خصوصی خادم ہونے کی بنا پر وہ یہیں سوتا بھی ہے۔ بابا کی خوابگاہ کے برابر اس کا کمرہ ہے تاکہ رات کو بھی وہ انہیں اٹنڈ کر سکے۔"

"اچھا--" عمران سر ہلا کر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "داراب کیبل میں سردار صاحب کے کتنے اعزہ رہتے ہیں۔"

"آپ خود معلوم کر لیجئے۔"

"تم نے وہ بچھو نہیں رکھے تھے؟"

"نہیں...."

"کیا تم سردار داراب کے لئے جان دے سکتی ہو؟"

"ہاں اگر ضرورت پڑے۔ میں ان سے اتنی ہی محبت کرتی ہوں۔"

"لیکن تم ان کی جان بچانے کے لئے کچھ نہیں کر سکتیں..... کیوں..... میں تم سے جو کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں وہ بہت ضروری ہے۔ مجھے ان اعزہ کی فہرست چاہیے جو کیسل کی حدود میں رہتے ہیں، ویسے بھی اگر کوئی حقدار کہیں باہر ہو تو اس کا نام بھی تم لے سکتی ہو۔"

"بہتر ہے۔ اس سلسلہ میں آپ بابا سے گفتگو کریں۔"

"بابا..... اخروٹ ہیں....."

"کیا مطلب....."

"ہارڈ نٹ۔ میں عموماً جاسوسی ناولوں کی زبان استعمال کرتا ہوں۔"

"کچھ ایسی ہی بات ہے کہ میں تفصیل سے نہ بتا سکوں گی..... اعزہ کے متعلق وہ ضرور بتا دیں گے لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ کسی پر شبہ نہیں ظاہر کریں گے۔"

"خیر میں انہیں سے پوچھ لوں گا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ کیسل کی حدود میں، تمہارے یا ڈاکٹر نجیب کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔"

"ہے..... بابا سے پوچھئے گا۔"

"ارے تو تم ہی بتا دو گی تو کیا ہو جائے گا۔ کیا تم بھی بابا ہی کی طرح کریک ہو۔"

" آپ بہت بدتمیز ہیں۔ آپ کو گفتگو کا بھی سلیقہ نہیں۔ آپ کسی کی کوئی حیثیت ہی نہیں سمجھتے!"

"میری عادت ہے ہمیشہ سچی بات کہتا ہوں۔"

"میں آپ سے گفتگو کرنا نہیں چاہتی۔"

"میں خود بھی نہیں کرنا چاہتا۔" عمران آنکھیں بند کر کے اپنی کنپٹیاں رگڑتا ہوا بولا۔ "اتنی سی دیر میں تم نے میرے دماغ کی چولیں ہلا دیں..... ٹائیں ٹائیں کسی طرح رکتی ہی نہیں لاحول ولا قوۃ..... بڑی بوڑھیوں سے سنتا آیا ہوں کہ کنواری لڑکیوں کو نہ عطر لگانا چاہیے اور نہ زیادہ ٹائیں ٹائیں کرنا چاہیے ورنہ آسمان ٹوٹ پڑتا ہے سر پر..... لہٰذا قبل اس کے کہ آسمان ٹوٹے میں کھسک جانا چاہتا ہوں..... ٹاٹا....."

(۷)

عمران ڈائننگ ہال سے نکل کر اس کمرے کی طرف روانہ ہو گیا جہاں سردار داراب رات

کے کھانے کے بعد شطرنج کھیلا کرتا تھا لیکن آج یہاں اندھیرا نظر آیا..... شائد سردار داراب تھک گیا تھا۔

عمران اپنے کمرے کی طرف چل پڑا..... کمرے میں داخل ہوئے مشکل سے تین منٹ گزرے ہوں گے کہ کسی نے دروازے پر دستک دی.....

"آجاؤ....." عمران نے کہا۔

ایک نوکر نے اندر آ کر کہا۔ "کیا آپ عقیل صاحب سے ملنا پسند کریں گے۔"

"کون..... عقیل صاحب؟ میں نہیں جانتا....."

"مینار والے....."

"مینار والے۔" عمران نے حیرت سے دہرایا۔

"جی ہاں..... مجھ سے نہیں بنتا..... آبزدی..... میں اسے مینار ہی کہتا ہوں۔"

"اوہو..... آبزرویٹری..... عقیل..... وہ تو نہیں..... جو لمبے سے ہیں۔"

"جی ہاں..... وہی....."

"بھیج دو میں ان سے ملوں گا....."

نوکر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی لمبا آدمی کمرے میں داخل ہوا جس کے متعلق سردار داراب نے بتایا تھا کہ وہ آبزرویٹری میں کام کرتا ہے..... عمران نے کرسی سے اٹھ کر بڑے احترام سے اس کا استقبال کیا۔

"میں نے بے وقت آپ کو تکلیف دی ہے۔" وہ ہنستا ہوا بولا۔

"کوئی بات نہیں جناب..... تشریف رکھیے....."

"وہ بیٹھتا ہوا بولا۔ "کالج میں آپ کی تقریر بڑی شاندار تھی۔ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ گئے۔"

"شکریہ! جناب! وہ تقریر تو میں نے بہت جلدی میں کی تھی۔ کسی دن تیار کر کے آپ کو تقریر سناؤں گا۔"

"مگر جناب۔ آپ بہت ہمت والے ہیں!" عقیل بولا! "کمال ہے! میرے حلق سے تو آواز بھی نہیں نکلتی..... اور آپ نے اتنی بے تکلفی سے عورتوں کی دھجیاں اڑا دیں!....."

"اس میں ہمت کی کیا بات ہے۔"

"دیکھئے بتاتا ہوں۔ مجھے یقین ہے آپ کو علم نہ رہا ہو گا کہ آپ کو تقریر بھی کرنی پڑے گی۔ سردار صاحب کچھ اسی قسم کے آدمی ہیں..... لیکن مجھے حیرت ہے کہ آپ کو سردار صاحب کے غصے کا بھی خیال نہ آیا اور آپ اپنی رو میں بولتے ہی رہے۔"

"میں نے انہیں کی خواہش پر تقریر شروع کی تھی۔"

"کچھ بھی ہو۔ آپ کافی مضبوط قسم کے اعصاب رکھتے ہیں اور اسی لئے میں حاضر ہوا ہوں۔"

"بہت خوب! آپ اس لئے تشریف لائے ہیں کہ میں مضبوط قسم کے اعصاب کا مالک ہوں۔"

"جی ہاں اور دراصل مجھے ایک مضبوط دل والے ساتھی کی ضرورت ہے!"

عمران خاموش رہا... عقیل پھر بولا! "میں رات کو پرانی حویلی میں گھسنا چاہتا ہوں۔"

"ابھی آپ ادھر ہی سے گذر کر آئے ہیں! میں آپ لوگوں کے پیچھے تھا! آپ لوگ دروازہ بجنے کی آواز سن کر رک گئے تھے..."

"اوہ — اچھا وہ آسیب زدہ عمارت..."

"جی ہاں! — مجھے بھوتوں سے ملنے کا بڑا شوق ہے!"

"یعنی آپ کو بھوتوں پر یقین نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔

"ایک فیصد بھی نہیں! لہٰذا میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ دروازہ کون بجاتا ہے اور وہ کیسل والوں کو کیوں خوفزدہ کرنا چاہتا ہے..."

"کیسل والوں کو تو آپ بھی خوفزدہ کرنا چاہتے ہیں۔"

"میں؟" عقیل یک بیک چونک کر عمران کو گھورنے لگا۔ "میں کیوں اور کس طرح خوفزدہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"آسمانی روشنیوں کا تذکرہ کر کے — بھلا چاندنی رات میں آسمان پر کسی دوسری روشنی کا دھبہ کب نظر آتا ہے!" عقیل ہنسنے لگا... پھر بولا۔ "میں دراصل... اس کام کے لئے سردار صاحب کو تیار کرنا چاہتا تھا۔ وہ بھی کافی مضبوط اعصاب کے آدمی ہیں۔ اس بڑھاپے میں بھی وہ آسیبوں سے قطعی متاثر نہیں ہیں! میں انہیں اسی بہانے سے... آبزرویٹری تک لے جانا چاہتا تھا — وہاں پہنچ کر انہیں موڈ میں لانے کی کوشش کرتا۔ پھر ہم دونوں آسیبوں کی تلاش میں روانہ ہو جاتے؟"

"اچھا..." عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا! "مگر وہ راستے میں یک بیک ہوا سے کیوں لڑنے لگے تھے... اور آپ کو واپس کیوں کر دیا تھا۔"

"اوہو — آپ کو کیسے معلوم ہوا... وہ کسی بات کا تذکرہ دوسروں سے نہیں کرتے!"

"میں ان کا نیا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں نا! اس لئے ہر وقت دم کے ساتھ پیچھے لگا رہتا ہوں! ایک پرائیویٹ سیکرٹری کا فرض ہے کہ وہ اپنے مالک کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرے۔"

"کمال ہے..." اس نے متحیرانہ انداز میں سر ہلا کر کہا... پھر بولا۔ "شاید وہ آپ ہی کی بات پر بھڑک گئے تھے!"

"مگر بھڑکے کیوں تھے... کیا انہیں یہاں کسی قسم کا خطرہ ہے۔"

"خدا جانے — سردار صاحب کو سمجھنا بہت مشکل ہے... ہو سکتا ہے وہ مجھے بیوقوف بنانے اور خوفزدہ کرنے کے لئے ایسا کر رہے ہوں..."

"کیا وہ اس قسم کی حرکتیں بھی کرتے ہیں!"

"انتہائی سنجیدگی سے... آخر وقت تک آپ کو علم نہیں ہو سکتا کہ ان کے ذہن میں کیا ہے —؟"

"خیر جانے دیجئے! ہاں تو آپ صرف آبزرویٹری میں کام کرتے ہیں!"

"جی ہاں! — میں نے فلکیات کا کافی مطالعہ کیا ہے! میرے پاس اس سبجیکٹ کی ڈگریاں بھی ہیں۔ سردار صاحب میں ایک بڑی اچھائی ہے... وہ ہے تکمیل کی دھن — وہ ہر کام کو اس کی انتہا تک پہنچا دیتے ہیں... میرا رجحان فلکیات کی طرف دیکھ کر میرے لئے ایک آبزرویٹری تیار کرا دی... ہزاروں روپے خرچ کر کے آلات خریدے...!"

"کیوں —!" عمران نے حیرت سے کہا "کیا وہ آپ کے عزیز ہیں؟..."

"جی ہاں —!"

"کیا رشتہ ہے —؟"

"وہ — دیکھئے! آپ شاہدہ سے تو ملے ہی ہوں گے... میں اس کا سوتیلا بھائی ہوں..."

"اوہ... اچھا!..." عمران کی آنکھیں نکل پڑیں! — وہ سوچ رہا تھا کہ کیا یہی بات شاہدہ اسے نہیں بتا سکتی تھی! آخر اس نے چھپایا کیوں اور یہ کیوں کہا کہ سردار ہی سے اس کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں! — اور پھر اسے سردار کا رویہ یاد آیا... اس نے عقیل کے عزیزوں کے سے انداز میں گفتگو نہیں کی تھی! بلکہ طرزِ تخاطب مالکانہ تھا اور ساتھ ہی عقیل نے بھی کچھ اسی انداز میں گفتگو کی جیسے اس کا ملازم ہو۔

"ہاں — تو آپ اس آسیب زدہ عمارت میں جانا چاہتے ہیں۔"

"یقیناً یہ میری سب سے بڑی خواہش ہے۔"

"لیکن اگر سردار کو اس کی اطلاع ہو گئی تو کیا ہو گا۔"

"کچھ بھی نہیں! میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ پر الزام نہیں آنے دوں گا۔"

"اچھا تو پھر کل رات پر رکھئے! —" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"کل؟" عقیل کے لہجے میں مایوسی تھی۔ "خیر کل ہی سہی! لیکن کسی سے اس کا تذکرہ نہ کیجئے گا۔ ورنہ ہم قیامت تک وہاں نہ جا سکیں گے!"

"کیوں؟"

"اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا! یہ دراصل سردار صاحب کے موڈ پر منحصر ہے۔ پتہ نہیں اس وقت ان کا موڈ کیسا ہو جب یہ خبر ان تک پہنچے! لہٰذا ایسا کام کیوں کیا جائے جس سے اس قسم کے خدشات لاحق ہوں!"

"سردار صاحب آپ کے دادا ہوئے۔ کیا آپ انہیں دادا نہیں کہتے؟"

"نہیں! میں انہیں صرف سردار صاحب کہتا ہوں! بچپن ہی سے! لیکن انہیں کبھی اس پر اعتراض نہیں ہوا۔"

"بہت شاندار آدمی ہیں سردار داراب۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ایک بار میں نے پیار سے اپنے والد صاحب کا سر سہلا دیا تھا تو انہوں نے اس زور کا چانٹا مارا تھا کہ آج تک ہر قسم کے والدین کا سامنا ہوتے ہی روح لرزنے لگتی ہے...!"

عقیل ہنسنے لگا۔ اس کے سفید دانت کسی بھیڑیے کے دانتوں کا تصور پیش کر رہے تھے! کچھ دیر بعد وہ دوسرے دن ملنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا!

(۹)

"سردار صاحب...!" عمران نے سردار داراب کو مخاطب کیا، جو اپنی رائفل کی نال صاف کر رہا تھا!

"کیا ہے... کیوں آئے ہو...؟" اس نے ایک آنکھ بند کر کے دوسری رائفل کی نال سے لگاتے ہوئے کہا!

"یہ عقیل آپ کا کون ہے...؟"

"سردار داراب نے ایک طویل سانس لے کر رائفل کی نال میز پر رکھ دی! اور عمران کی طرف مڑا... "کیوں؟"

"یونہی تفریحاً پوچھ رہا ہوں! ویسے میرا دل چاہتا ہے کہ اسے گولی مار دوں۔"

"بیٹھ جاؤ!" سردار داراب نے خلاف توقع نرم لہجے میں کہا! عمران بیٹھ گیا! سردار اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا!

"تو تم نے بہتیری معلومات حاصل کر لی ہیں۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"لیکن میرے خیال میں عقیل خارج از بحث ہے...."

"کیوں؟"

"تب پھر تمہیں! عقیل کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم؟"

"وہ شاہدہ کا سوتیلا بھائی ہے؟"

"کون کہتا ہے...؟"

"خود عقیل نے مجھے بتایا تھا...؟"

"اور کیا بتایا تھا..."

"اور کچھ بھی نہیں..."

سردار داراب یک بیک مغموم نظر آنے لگا۔ اس کا سر جھک گیا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے یک طویل سانس لے کر کہا "وہ شاہدہ کے مرحوم باپ کی ہوس کا نتیجہ ہے! ایک ایسی عورت کا کا جو غیر منکوحہ تھی!"

"اوہ--- تب تو وہ قطعی خارج از بحث ہے۔ مگر سردار صاحب یہ بچھوؤں والا معاملہ تو یت نامہ کے سلسلے میں بھی خامیاں رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ ہاتھ اچھا ہو جانے پر وصیت ے کی تکمیل کر سکتے تھے۔"

"میں نے کافی غور کرنے کے بعد سر سلطان سے مدد طلب کی تھی۔ انہوں نے ایک بار کی پرائیویٹ سراغرساں کا تذکرہ کیا تھا۔ میں نے سوچا کہ انہیں سے مدد لی جائے! میں اپنا طمینان کے بغیر اس معاملے کو پولیس کی نظر میں نہیں لانا چاہتا! اب سے بڑی الجھن یہی ہے کہ خر وہ بچھو سگار کے ڈبے میں کیوں رکھے گئے تھے؟ رکھنے والا کیا چاہتا تھا!"

"میں عنقریب معلوم کر لوں گا! آپ ان لوگوں کی فہرست مرتب کرا دیجئے، جو کیسل میں ہتے ہیں... یا کیسل کے باہر... میرا مطلب ہے ایسے اعزہ کے نام جو آپ کے وارث ہو سکتے ہوں!"

"ایسے اعزہ میں! شاہدہ، نجیب اور سجاد کے علاوہ کوئی نہیں ہے!"

"سجاد کون---؟ مجھے ان کے متعلق کچھ نہیں معلوم!"

"میرا ایک اپاہج بھائی...! جو خود سے اٹھ کر چل پھر نہیں سکتا۔ وہ کیسل کے مغربی ے والی پیلی عمارت میں رہتا ہے۔ پیدائشی اپاہج ہے۔ وہاں اس کی دیکھ بھال کے لئے دو خادم ں...! مگر عمران... وصیت نامہ بھی میرے خیال سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ تم اس لائن پر ت سوچو! اگر میں اس بدبخت کو اس پر دستخط کر پاتا تو فرق کیا پڑتا؟"

"یہی اس کیس کا خاص نکتہ ہے... ہو سکتا ہے کہ کسی طرح فرق پڑ ہی جاتا۔"

"تب تو پھر وہ فرق پڑ چکا ہوگا! کیونکہ میں نے ابھی تک وصیت نامے پر دستخط کرنے اس کے انتظام کے لئے کارروائیاں نہیں کیں!.... جس نے بھی بچھو رکھے تھے وہ اس بات سے واقف تھا کہ میں اس دن وصیت نامے پر دستخط کروں گا۔ لہٰذا وہ اس سے بھی واقف ہوگا کہ میں نے دستخط نہیں کئے!"

"ہو سکتا ہے کہ وہ کسی خاص مقصد کے تحت وقتی طور پر آپ کو دستخط کرنے سے باز رکھنا چاہتا ہو!"

"میں اس کے امکانات پر بھی غور کر چکا ہوں!"

"یعنی اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا!" عمران نے پوچھا!

"قطعی نہیں!--- میں کسی کی حق تلفی بھی نہیں کروں گا! اب اسے جانتے ہیں! ابھی میرے اعزہ--- میں ان پر یہ بات واضح کر چکا ہوں کہ میری ایک ایک کوڑی ان میں تقسیم ہو جائے گی۔ پھر آخر اس حرکت کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟"

"ممکن ہے کوئی آپ کی ساری املاک اکیلے ہی ہڑپ کرنا چاہتا ہو!"

"لیکن وہ اتنا احمق بھی نہ ہوگا کہ اسے قانونی چارہ جوئی کا ڈر نہ ہو! اگر میں کسی ایک کو اپنی ساری املاک دے بھی دوں تو--- میرے مرنے کے بعد دوسرے حقدار قانونی چارہ جوئی کرکے اپنے حصے نکال لیں گے! لیکن بچھو کیوں؟...."

"بچھو تو اس وقت تک میرے ذہن میں ڈنک مارتے رہیں گے جب تک کہ میں معاملے کی تہہ تک نہ پہنچ جاؤں! کیا خیال ہے۔"

"شاہدہ صاحبہ رکھ سکتی ہیں بچھو!"

"ہرگز نہیں---! میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا!"

"ڈاکٹر نجیب---!"

"وہ بھی نہیں! حالانکہ میں اسے پسند نہیں کرتا! لیکن وہ بھی ایسا نہیں کر سکتا! مجھے یقین ہے!"

" آپ کے بھائی سجاد صاحب!"

"میرا خیال ہے کہ اس میں سازش کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے!"

"یہ نہ کہیے! وہ کسی طرح دوسرے کو بھی آلۂ کار بنا سکتے ہیں! مثال کے طور پر میں عقیل کا نام لوں گا! کیا وہ ان کا آلۂ کار نہیں بن سکتا۔ آپ کی املاک سے ایک حبہ کی بھی توقع نہیں۔ ایک معقول حصے کا وعدہ اسے اس کام پر ابھار سکتا ہے!"

"میں یہ سب کچھ نہیں جانتا! مگر کسی ثبوت کے بغیر یقین کر لینا میرے بس سے باہر

ہے!.... ابھی تک بچھوؤں ہی کا مقصد واضح نہیں ہوا۔ تم خواہ مخواہ چھلانگیں لگا رہے ہو!"

"میں اسی طرح چھلانگیں لگاتے لگاتے کہیں نہ کہیں قدم جما ہی لیتا ہوں!"

"ضرور جماؤ! میں منع نہیں کرتا!...." سردار داراب نے کہا اور پھر رائفل کی نال صاف کرنے میں مشغول ہو گیا۔

(۱۰)

عمران مغربی گوشے والی زرد عمارت کے سامنے رک گیا!.... عمارت مختصر سی مگر خوبصورت تھی!.... یہاں ساری ہی عمارتوں میں سلیقے اور نفاست کو دخل تھا!

ایک ملازم نے اسے سردار داراب کے اپاہج بھائی سجاد کے پاس پہنچا دیا! وہ اس وقت ایک آرام کرسی میں پڑا ہوا تھا!.... اس کی عمر پچاس کے لگ بھگ رہی ہوگی!.... چہرے پر کچھ اس قسم کی توانائی تھی کہ وہ اپاہج معلوم نہیں ہوتا تھا! اس نے اپنے پیر کمبل میں لپیٹ رکھے تھے--- عمران کو اس کا جسم بھی کافی توانا معلوم ہوا!.... اس کے بازو بھرے ہوئے تھے۔ اور سینہ کافی فراخ تھا! آنکھیں سرخ تھیں!.... چہرے پر گھنی ڈاڑھی اور اوپر چڑھی ہوئی موٹی مونچھیں تھیں!

"تشریف رکھیے! میں نے آپ کو پہچانا نہیں!...." اس نے مسکرا کر کہا!

"میں سردار صاحب کا نیا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں!"

"اوہ--- اچھا! کیسے تکلیف کی---!"

"کچھ نہیں یونہی ملنے چلا آیا۔ اب جب کہ مجھے یہاں رہنا ہی ہے تو سب سے جان پہچان پیدا کرنی چاہئے!"

"ٹھیک ہے.... یہ تو بہت ضروری بات ہے!" سجاد نے جواب دیا پھر اس نے کسی نوکر کو آواز دی، جو جلد ہی واپس پہنچ گیا! عجیب ہیئت میں.... اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی ڈوری تھی جس میں دس پندرہ بڑے بڑے زندہ بچھو لٹک رہے تھے---! عمران نے اس طرح اپنے ہونٹ سکوڑ لئے جیسے سیٹی بجانے کا ارادہ رکھتا ہو۔

مگر دوسرے ہی لمحے میں سجاد کی چنگھاڑ سے سارا کمرہ گونجنے لگا! وہ نوکر پر برس رہا تھا!

"ابے تجھے کب عقل آئے گی الو کے پٹھے! کیا انہیں رکھ کر نہیں آ سکتا تھا۔ صورت حرام کتے کے پلے!"

"صاحب! یہ ابھی آئے ہیں....!" نوکر مردہ سی آواز میں بیزار سے لہجے میں بولا! "میں

انھیں رکھے جارہا تھا کہ آپ نے آواز دی!"

"آواز کے بچے!--- دفع ہو جاؤ.... اصغر سے کہو کہ سیکرٹری صاحب کے لئے چائے تیار کرے.... سنا الو کے پٹھے!" نوکر چپ چاپ چلا گیا!

سجاد بہت زیادہ غصے میں تھا اور اسے ٹھنڈا ہونے میں تقریباً پانچ منٹ لگے۔ اس دوران میں وہ عمران کو کچھ اس انداز میں بار بار گھورتا رہا جیسے وہ بدتمیز نوکر کا کوئی قریبی عزیز رہا ہو!

"سیکرٹری صاحب!" دفعتاً وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا! "یہاں اچھے نوکروں کے علاوہ اور سب کچھ مل سکتا ہے! یہ کم بخت اس قابل بھی نہیں ہوتے کہ ان کی شکلیں دیکھی جائیں!"

"جی ہاں!" عمران سر ہلا کر بولا! "یہ واقعی بیہودگی ہے! اگر وہ کم بخت مداری ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ کو بھی ان بیکار کے کھیلوں سے دلچسپی ہو!"

"ارے لاحول ولا قوۃ.... آپ بھی کمال کرتے ہیں!" وہ زبردستی مسکرایا۔ "نہ وہ مداری ہے اور نہ مجھے ایسی کھیلوں سے دلچسپی ہے!.... وہ تو دوا کے لیے منگوائے ہیں میں نے--- میری ٹانگیں بالکل ہی بیجان نہیں ہیں۔ ان میں سردیوں کے زمانے میں اتنا شدید درد ہوتا ہے کہ زندگی محال نظر آنے لگتی ہے! بچھوؤں کے تیل سے آرام رہتا ہے....!"

"یقیناً رہتا ہوگا!.... بچھو بہت گرم ہوتے ہیں!" عمران سر ہلا کر بولا!

"بچھو ہی نہیں مسٹر! اس میں اور بھی گرم چیزیں پڑتی ہیں اور بھی کیڑے مکوڑے شامل ہیں! شیر کی چربی.... گوہ کی چربی.... اور سونا مچھلی.... اور نہ جانے کیا کیا الا بلا.... بڑا قیمتی تیل ہوتا ہے.... ایک بار سامان اکٹھا کیا تھا.... مگر کچھ بچھو کم پڑ گئے.... انہیں گدھوں کی غفلت کی وجہ سے نکل بھاگے! مجھے تو راتوں کو نیند نہیں آتی.... اگر ان گم ہوئے بچھوؤں میں سے کوئی پلنگ پر چڑھ آئے تو...." وہ کھسیانی سی ہنسی ہنس کر خاموش ہو گیا!

"یہ واقعی تشویش کی بات ہے!" عمران فکرمندانہ لہجے میں بولا! چند لمحے خاموش رہا پھر بولا! "کتنے عرصے کی بات ہے! میرا مطلب یہ ہے کہ بعض اقسام کے بچھو.... اپنے مخصوص ٹھکانے سے الگ ہونے کے بعد پندرہ دن سے زیادہ زندہ نہیں رہتے!"

"اوہو--- اب تو وہ ابھی زندہ ہوں گے!" سجاد نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا! "یہ پچھلے ہی ہفتے کی بات ہے تاریخ مجھے یاد نہیں---!"

"تب تو وہ جناب ابھی زندہ ہی ہوں گے---!"

"اللہ مالک ہے!" سجاد نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا!.... "مشیت.... میں کسے دخل ہو سکتا ہے.... اب یہ دیکھئے...." سجاد نے اپنے پیروں پر سے کمبل ہٹا دیا۔ اس کی پتلی پتلی ٹانگیں

بھاری بھر کم جسم پر عجیب معلوم ہو رہی تھیں۔

"مجھے ان پیروں پر ہنسی آتی ہے!" سجاد مسکرا کر بولا! "آپ خود دیکھئے.... ہے نا مضحکہ خی بات.... کمر سے اوپر میں ہاتھی ہوں.... اور کمر سے نیچے ہرن...."

عمران کے چہرے پر گہرے غم کے آثار نظر آنے لگے.... اور اس نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا! "ٹھیک ہے جناب مشیت میں کسے دخل ہو سکتا ہے!"

"آپ اس سے پہلے کہاں تھے سیکرٹری صاحب!" سجاد نے دفعتاً خلوص سے کہا! "نہ جانے کیوں آپ سے بڑی محبت معلوم ہوتی ہے!"

"ارے یہاں آپ سب لوگ بہت اچھے ہیں! مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں اپنے گھر ہی میں ہوں! عقیل صاحب نے بھی یہی کہا تھا کہ آپ سے بڑی محبت معلوم ہوتی ہے!.... ڈاکٹر نجیب صاحب بھی یہی کہہ رہے تھے!.... سردار صاحب مگر نہیں سردار صاحب کبھی مجھے پسند کرتے ہیں اور کبھی ناپسند!"

"وہ بہت اچھے آدمی ہیں سیکرٹری صاحب!" سجاد نے محبت آمیز لہجے میں کہا! "آہستہ آہستہ ان سے واقف ہوں گے۔ وہ دل کے برے نہیں ہیں.... اور زبان کا کیا!.... دل صاف ہونا چاہئے.... کیوں جناب!"

"درست فرمایا....!"

"لیکن ٹھہرئیے---! ابھی آپ نے عقیل کا نام لیا تھا!.... کیا اس نے آپ سے گھل مل جانے کی کوشش کی تھی!"

"جی ہاں--- وہ بہت اچھے آدمی ہیں!"

"دنیا کا کوئی آدمی برا نہیں ہے جناب! لیکن.... آپ اس کے چکر میں ہرگز نہ پڑیے گا ورنہ آپ کو ملازمت سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے! میں آج تک سمجھ ہی نہیں سکا کہ وہ کس قماش کا آدمی ہے.... مگر میں یہ بات فضول ہی کہہ رہا ہوں.... جس کی اصلیت میں فرق ہو!"

"میں نہیں سمجھا! اصلیت سے کیا مراد ہے آپ کی!"

"کچھ نہیں جانے دیجئے! یہ ہمارے لئے کوئی قابل فخر بات نہیں ہے! بہر حال میں آپ کو ایک مفید مشورہ دے رہا ہوں.... اس سے زیادہ ربط و ضبط نہ رکھئے گا! ورنہ نقصان کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا!"

"میں آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا---!"

(11)

آسمان ابر آلود ہونے کی بنا پر رات تاریک تھی!.... عمران آبزرویٹری کے قریب کھڑا عقیل کا انتظار کر رہا تھا! اس نے اپنی چمکدار ہندسوں والی گھڑی دیکھی۔ ایک بج چکا تھا! — داراب کیسل پر سناٹے کی حکمرانی تھی۔

ایک بجکر دس منٹ پر عقیل آبزرویٹری سے باہر آیا — اور عمران کی نبض ٹٹولتا ہوا بولا "دیکھوں آپ کا دل تو نہیں دھڑک رہا!.... "پھر ہنس کر کہا! "واقعی آپ کافی نڈر آدمی ہیں! آپ کی نبض کی رفتار معمول سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی۔"

"یار کیوں باتیں بناتے ہو خود تمہارا دم نکلا جا رہا ہے۔ اتنی دیر لگادی او یار....!"

"آہا....!" عقیل پھر ہنسا "اچھا آؤ....!"

وہ دونوں لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے آسیب زدہ عمارت کی طرف روانہ ہوگئے! راستے بھر وہ خاموش ہی رہے۔ عقیل عمارت سے تھوڑے فاصلے پر رک گیا۔

"ایک بار پھر سوچ لیجئے!" اس نے کہا! "ہم ایک آسیب زدہ عمارت میں داخل ہونے جا رہے ہیں۔ اگر ہم میں سے کسی ایک کو کوئی نقصان پہنچا تو دوسرا اس کے لئے ذمہ دار ہوگا!"

"اور اگر دونوں ساتھ مرے تو....!"

"اس کی سو فیصدی ذمہ داری میرے باپ پر ہوگی!" عقیل نے عجیب سے لہجے میں کہا! پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں اپنی زندگی ہتھیلی پر لئے پھرتا ہوں!"

"آپ کے باپ پر کیوں ہوگی اس کی ذمہ داری!" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا!

"کیونکہ اس نے مجھ پر مستقبل کے دروازے بند کر دیئے ہیں! کیا آپ کو ابھی نہیں معلوم ہوا کہ میں حرامی ہوں!"

"ارے لاحول ولا قوۃ۔ کیا باتیں کرتے ہیں آپ بھی!" عمران نے بوکھلا جانے کی ایکٹنگ کی!

"یہ حقیقت ہے! دوست! میں حرامی ہوں! اس لئے مجھ پر مستقبل کے دروازے بند ہیں!.... میں سردار داراب کے بیٹے کا نطفہ ہوں! لیکن کوئی بھنگن بھی مجھے اپنی فرزندی میں لینا پسند نہیں کرے گی — ! عمران صاحب میرے دل میں بھی یہ خواہش چٹکیاں لیتی ہے کہ اپنا ایک گھر بناؤں.... ایک خوش اخلاق بیوی ہو! ننھے منے بچے ہوں.... ! زندگی کی سچی مسرتوں کی گنگناہٹ سنوں!.... لیکن کیا کبھی ایسا ہو سکے گا....!"

"اگر آپ سچ کہہ رہے ہیں تو مجھے افسوس ہے مسٹر عقیل!"

"یہ میں نے اس لئے نہیں بتایا کہ آپ افسوس ظاہر کر کے میرا مضحکہ اڑائیں!" عقیل
تلخ لہجے میں کہا! "کیا حقیقتاً آپ کو افسوس ہے میں نہیں مان سکتا!.... لولے.... لنگڑے....
پانچ آدمیوں کے لئے لوگ افسوس کرتے ہیں.... حرامی سے کسی کو بھی ہمدردی
ہوتی.... حالانکہ وہ بھی ہمدردی ہی کے قابل ہوتا ہے!"

"یقیناً.... یقیناً.... لیکن آپ آخر اتنے مایوس کیوں ہیں!" عمران آہستہ سے بولا! "
آپ بھی اپنے باپ کے رویے کا اعادہ نہیں کر سکتے!...."

"ہرگز — نہیں! ابھی نہیں! — میں حرامی ضرور ہوں.... لیکن مجھ سے حرامی پن
سرزد نہیں ہو سکتا!.... یہ نسل آگے نہیں بڑھ سکے گی....!"

"آپ کو سردار داراب سے بھی بڑی نفرت ہوگی قدرتی بات ہے!" عمران نے کہا۔

"ہرگز نہیں!" عقیل بولا "یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں! وہ بڑا عظیم آدمی ہے! عظیم
آپ نہیں جانتے....! اس کے علاوہ دنیا میں اور کسی سے مجھے محبت نہیں! کیونکہ وہی ایک
آدمی ہے، جو مجھ سے نفرت نہیں کرتا جسے مجھ سے ہمدردی ہے، جو اکثر میرے لئے بچوں
طرح پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے....! وہ کہتا ہے.... بیٹے میں تیرے لئے کچھ نہ کر سکا — کیو
میں تجھے تیرے صحیح مقام پر نہیں دیکھ سکتا.... میں تیرے لئے گھر نہیں بنا سکتا! میں کچھ
کر سکتا تیرے لئے!"

"آج یہ دروازہ ساکت کیوں ہے مسٹر عقیل!" عمران نے آہنی دروازے کی طرف اشارہ کیا

"وہ کچھ بھی ہو! لیکن آج میں — دیکھوں گا — میں دیکھوں گا ان آسیبوں کو! آپ
ٹھہرئیے! میں تالا کھولنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میرے پاس مختلف قسم کی کنجیوں کا گچھا ہے!"

عمران نے کچھ کہنا چاہا! مگر پھر خاموش ہی رہ گیا!

عقیل آگے بڑھ گیا!.... عمران وہیں کھڑا کنجیوں کی کھنکھناہٹ سنتا رہا.... آسمان کا
حصہ کھل گیا تھا! اور اب تاریکی پہلے کی طرح گہری نہیں تھی!

عمران اس لمبے آدمی کے متعلق بہت کچھ سوچ رہا تھا! دفعتاً اس نے اسے واپس آتے د

"کیوں؟ کیا بات ہے!" عمران نے پوچھا!

"میں نہیں کھولوں گا — !"

"کیوں!"

"کیا فائدہ — ! اگر یہاں آسیب ہیں تو میرا کیا بگڑتا ہے.... اگر یہ ہمارے کیسل میں

جائیں، تب بھی میرا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔۔۔ میں کہیں چلا جاؤں گا!"

"مگر میں تو اب جاؤں گا اندر۔۔۔!"

"میں آپ کو نہیں روک سکتا!" عقیل نے کہا اور وہاں سے جانے کے لئے آگے بڑھا! لیکن عمران اس کا بازو پکڑتا ہوا بولا "آخر یک بیک آپ نے ارادہ کیوں ملتوی کر دیا.... اوہ.... یہ دیکھئے آپ کی نبض بھی ٹھیک چل رہی ہے۔ یعنی آپ خوفزدہ نہیں!"

"سنئے جناب! کل کسی کو یہاں کوئی حادثہ پیش آجائے تو آپ ہی تمام میں کہتے پھریں گے کہ عقیل نے دروازہ کھولا تھا!"

"اوہ.... ایسی صورت میں بھلا یہ کیسے میری زبان سے نکلے گا جب کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں!"

"نہیں مجھے خواہ مخواہ کیا پڑی ہے!"

"اچھی بات ہے! دوست! لیکن میں تم سے یہاں تک آنے کا مقصد معلوم کئے بغیر نہیں رہوں گا! آخر تم نے پروگرام ہی کیوں بنایا تھا جب کہ کیمپ کا ہر فرد اندھیرے میں ادھر آتے ہوئے کانپتا ہے!"

"اگر میں وجہ نہ بتاؤں تو میرا کیا بگڑے گا!"

"یہ تو مستقبل ہی بتائے گا!" عمران نے لاپروائی سے کہا اور اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر آگے بڑھ گیا!

(۱۲)

عمران کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا کہ وہ سگار کیس میں بچھو رکھنے والے کا پتہ لگا لیتا لیکن سوال تھا مقصد کا..... اس جرم کا مقصد ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا! بعض اوقات تو وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ یہ سب کچھ محض مذاق تھا کسی نے سردار داراب سے ایک خطرناک قسم کا مذاق کیا تھا.... ہو سکتا ہے کبھی کسی کو اس کا کوئی مذاق اسی حد تک گراں گزرا ہو! کیونکہ سردار داراب کے مذاق قطعی غیر متوقع طور پر ظہور پذیر ہوا کرتے تھے! خود عمران کو بھی ایک بار اس کا تلخ تجربہ ہو چکا تھا۔۔۔ یعنی لڑکیوں کے کالج میں غیر متوقع طور پر تقریر کرنا! یقیناً وہ عمران کے لئے ایک تشویش کن لمحہ تھا جب سردار نے اچانک تقریر کے لئے اس کے نام کا اعلان کیا تھا! ہو سکتا ہے کبھی کسی نے اس کے کسی مذاق پر اس سے بھی زیادہ بدحواسی محسوس کی ہو اور اسی وقت تہیہ کیا ہو کہ وہ بھی سردار داراب سے اس کا انتقام لئے بغیر نہ رہے گا!

عمران نے سردار داراب کو بھی اپنے اس خیال سے آگاہ کیا لیکن سردار داراب اسے محض مذاق تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں تھا! اکثر عمران کا دل چاہتا تھا کہ اس بوڑھے کو چھت میں الٹا کر اس سے پوچھے کہ اسے کس پر شبہ ہے۔ اس نے سجاد کے بچھوؤں کا قصہ بھی سنایا تھا! لیکن سردار داراب کا جواب تھا ممکن ہے کسی نے اس کے بچھو چرا کر سگار کیس میں رکھے ہوں!

"یعنی۔۔۔ خود سجاد کی ایما پر ایسا نہیں ہو سکتا!" عمران نے پوچھا!

"ہرگز نہیں! میں ابھی نہیں تسلیم کر سکتا!"

"پھر آپ یہ تسلیم کیجئے کہ وہ بچھو میں نے رکھے تھے!" عمران جھلا کر بولا۔

اس پر سردار داراب خاموش ہی رہا۔۔۔ پھر عمران نے آہنی دروازے کا تذکرہ چھیڑتے ہوئے عقیل کی حرکت کے متعلق بتایا!

"اوہ..... وہ بعض اوقات پاگلوں کی سی حرکتیں کرتا ہے!" سردار کا جواب تھا! "لیکن تم خو سوچو کہ وہ ایسی حرکت کیوں کرنے لگا جب کہ مجھے یقین ہے کہ ان بچھوؤں کا تعلق صرف وصیت نامے سے ہو سکتا ہے!"

"ڈاکٹر نجیب کے متعلق کیا خیال ہے.....!"

"اس کے بارے میں بھی میں کوئی برا خیال نہیں رکھتا!....."

"تب پھر یہ حرکت شاہدہ کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی!"

"یہ تو بالکل ہی لغو خیال ہے.....!"

"پھر میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ اپنا راج پاٹھ چھوڑ کر بن باس لے لیجئے تاک مجھے بھی فارغ البالی اور اطمینان نصیب ہو!....."

"تم.... تم تو یہاں سے جا بھی نہیں سکتے! خواہ یہ محض مذاق ہی کیوں نہ رہا ہو!"

"ہائیں! کیا مطلب!"

"کچھ بھی نہیں! تمہاری بدتمیزیوں کے باوجود بھی میں تمہیں بے حد پسند کرنے لگا ہوں!"

"لیکن میں آپ کو قطعی پسند نہیں کرتا!" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا! "زیادہ شریف آدمی مجھے بالکل اچھے نہیں لگتے!"

"تمہاری صاف گوئی اور بکواس مجھے پسند ہے!"

"لیکن میں یہاں نہ صاف گوئی کے لئے آیا ہوں اور نہ بکواس کے لئے!"

"اور تم سے کچھ ہو بھی نہیں سکتا!"

"کیا نہیں ہو سکتا!۔۔۔ آپ کسی کے خلاف شبہ بھی تو ظاہر کیجئے!"

"تب پھر تم سراغرساں کیسے ہوا!"

"میں جاسوسی ناولوں کا سراغرساں نہیں ہوں! سردار صاحب! جسے ہمیشہ ایسے موافق حالات پیش آتے ہیں! جس کی مدد زمین و آسمان کرتے ہیں جسے ہمیشہ ایسے ہی اتفاقات پیش آتے ہیں، جو اسے صحیح مجرم تک پہنچا دیں!"

سردار داراب کچھ نہ بولا۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا "اب دوسری ہی صورت ہو سکتی ہے میرے خیال سے مجھے ایک ڈرامہ اسٹیج کرنا پڑے گا مگر وہ بھی آپ ہی کے اس خیال کی موافقت میں کہ بچھوؤں کا تعلق آپ کے وصیت نامے سے ہو سکتا ہے۔! آپ اسی خیال پر جمے ہوئے ہیں! لیکن شائد! اس کی وجہ بتانے پر تیار نہیں!"

"کیا ڈرامہ اسٹیج کرو گے!"

"اپنے مشیر قانونی کو یہاں طلب کیجئے اور دوبارہ اس کا پروپیگنڈا کرایئے کہ آپ وصیت نامہ مرتب کرنے والے ہیں۔"

"اس سے کیا ہوگا!"

"اب میں کسی بھی سوال کا جواب دینے کے لئے تیار نہیں!" عمران نے کہا۔ "آپ اگر ایسا کر سکتے ہیں تو کیجئے ورنہ میں آج ہی یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا!"

سردار داراب تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "اچھی بات ہے..... میں اسے آج ہی فون کر کے بلواؤں گا!..... وہ سردار گڈھ ہی میں رہتا ہے اور کچھ؟"

"نہیں! فی الحال اتنا ہی!"

(۱۳)

شاہدہ کو شائد عمران کی اس تجویز کا علم ہو گیا تھا!..... وہ اس کے پیچھے پڑ گئی وہ چاہتی تھی عمران اسے اپنے اس پروگرام کے مقصد سے آگاہ کر دے۔ شائد سردار داراب ہی نے اسے اس کے متعلق بتایا تھا ورنہ یہ گفتگو صرف انہیں دونوں کے درمیان ہوئی تھی کوئی تیسرا وہاں موجود نہیں تھا!

شاہدہ شائد اس کے معاملات میں بہت زیادہ دخیل تھی! پھر عمران نے بھی آہستہ آہستہ یہ بات مشہور کرنی شروع کر دی کہ سردار داراب نے وصیت نامہ مرتب کرنے کے لئے اپنے قانونی مشیر کو کیسل میں طلب کیا ہے! اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ داراب کے عزیزوں پر اس خبر کا رد عمل دیکھ سکے!۔۔۔ لیکن وہ سب ہی اس خبر کے سنتے ہی بے چین نظر آنے لگے تھے۔

لیکن عقیل اور شاہدہ پر اس کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا! عقیل تو خیر خارج از بحث تھا لیکن شاہدہ کے متعلق عمران کوئی صحیح رائے قائم نہ کر سکا! بعض اوقات تو وہ خواہ مخواہ بڑی پر اسرار معلوم ہونے لگتی تھی!

بہر حال عمران نے پوری اسکیم مرتب کر لی تھی! جس دن سردار داراب کا قانونی مشیر کیسل پہنچا تھا۔ اسی دن عمران کی تجویز کے مطابق سردار داراب نے اپنے سارے اعزہ کو رات کے کھانے پر بلایا۔ حتیٰ کہ مفلوج بھائی سجاد کو بھی نہیں چھوڑا!..... دو نوکر اسے اٹھا کر وہاں لائے تھے!۔۔۔ اس موقع پر اس نے عقیل کو محروم نہیں کیا، وہ بھی کھانے کی میز پر موجود تھا۔ عمران نے محسوس کیا کہ اس کے اور شاہدہ کے تعلقات بہت اچھے ہیں اور ان دونوں کے درمیان خلوص بھی پایا جاتا ہے۔ سب ایک دوسرے سے گھل مل کر گفتگو کر رہے تھے!..... مگر ڈاکٹر نجیب خود کو بہت زیادہ لئے دیئے نظر آ رہا تھا ویسے بھی وہ عام طور پر سنجیدہ نظر آیا کرتا تھا مگر اس وقت اس کی سنجیدگی اور زیادہ گہری ہو گئی تھی..... جس وقت آیا تھا سردار داراب سے بہت ہی معمولی قسم کی ہی گفتگو ہوئی تھی اور پھر وہ خاموش ہی ہو گیا تھا! داراب کے دوسرے اعزہ بھی مشکل ہی سے اس سے مخاطب ہوتے تھے!۔۔۔ بہر حال بادی النظر میں یہی رائے قائم کی جا سکتی تھی کہ وہ اعزہ میں مقبول نہیں ہے۔

کھانے کے بعد میز صاف کر دی گئی!..... اور ایک ملازم ہر ایک کے سامنے ایک ایک شراب کا پیگ رکھ رہا تھا۔ عمران کو اس پر بڑی حیرت ہوئی!..... وہ سوچ رہا تھا کہ اب شراب کا دور چلے گا!..... ابھی تک تو اسے اس کا علم نہیں ہو سکا تھا کہ اس عمارت میں شراب بھی رائج ہوگی!..... اس نے سردار داراب کی طرف دیکھا!..... لیکن اس کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار تھے! عمران ہی نہیں بلکہ غالباً سبھی اس پر متحیر تھے! حتیٰ کہ ڈاکٹر نجیب کے سپاٹ چہرے میں بھی عمران کو تبدیلیاں نظر آنے لگیں تھیں!..... اس کی آنکھیں کسی حیرت زدہ بچے کی آنکھوں سے مشابہ نظر آ رہی تھیں۔۔۔! اور اس کے چہرے سے سنجیدگی کا غلاف اتر گیا تھا! کھانے کی میز پر شاہدہ کے ساتھ اس کی کزن بلقیس بھی تھی!۔۔۔ اور وہ بہت شدت سے بور نظر آ رہی تھی!۔۔۔ عمران اس کے برابر ہی موجود تھا!

"پرواہ مت کرو!....." عمران آہستہ سے بولا "مگر زیادہ مت پینا۔"

"میں لعنت بھیجتی ہوں!" بلقیس بڑبڑائی! "مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں یہ بھی ہوگا!..... میرے خدا یہ شاہدہ بھی پیتی ہے!"

"ارے..... یہ تو رس بھی پی سکتی ہے!" عمران بولا! "پتہ نہیں کیوں تم اس سے جلتی ہو!"

"اگر میرے سامنے رکھے ہوئے مگ میں شراب انڈیلی گئی تو میں اسے بوڑھے کے منہ پر کھینچ ماروں گی!"

"تم کبھی ایسا نہیں کر سکتیں!... ڈرپوک ہو!"

"دیکھ لینا!—"

"کیا دیکھ لوں!"

"کچھ نہیں!... دماغ نہ چاٹو!" بلقیس نے ہاتھ جھٹک کر کہا۔

"کیا بات ہے!" سردار داراب نے عمران سے پوچھا!

"کچھ نہیں!... یہ کہتی ہیں کہ اگر... میرے سامنے رکھے ہوئے مگ میں شراب ڈالی گئی تو..."

"بکواس—!" بلقیس اسے کھانے کو دوڑی۔

"اوہ تم شراب نہیں پیتیں...!" سردار داراب نے پوچھا!

"نہیں!" بلقیس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا!

"آہا! اب تم جا کر آرام کرو! مجھے قطعی ناگوار نہیں گزرے گا" سردار داراب بولا! بلقیس جانے کے لئے اٹھی۔ شاہدہ بھی اٹھ گئی!

"بیٹھو!"... سردار داراب شاہدہ سے بولا۔ "تم پیتی ہو... بیٹھ جاؤ!"

دفعتاً عقیل کھڑا ہو کر بولا "اگر آپ نے اسے شراب پینے پر مجبور کیا تو میں یہیں اسی جگہ خودکشی کر لوں گا!"

"بیٹھو گدھے—!"

"کیا آپ۔"

"نہیں میں بھی شراب نہیں پیتا!"

"بیٹھ جاؤ—!"

بلقیس کمرے سے جا چکی تھی! شاہدہ اور عقیل کھڑے تھے! سجاد کے پیروں میں جان ہی نہیں تھی— لیکن اس کے چہرے پر ہوائیاں ضرور اڑ رہی تھیں!

یہ سب کچھ عمران کی اسکیم میں شامل نہیں تھا!... اس نے داراب کے قانونی مشیر کی طرف دیکھا وہ بھی کھانے کی میز پر موجود تھا اور اس واقعے میں خاصی دلچسپی لے رہا تھا دفعتاً ایک ملازم ہاتھوں میں ایک بڑی چائے دانی اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوا اور ایک طرف سے سارے مگوں میں بغیر دودھ کی سبز چائے انڈیلنی شروع کر دی!

سردار داراب کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا! شاہدہ اور عقیل خفیف ہو کر بیٹھ گئے!...

چائے کے بعد سردار داراب نے اپنے اعزہ کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ اب کافی بوڑھا ہو چکا ہے! پتہ نہیں کب مر جائے۔ لہٰذا اب وہ اپنی وصیت مرتب کر لینا چاہتا ہے۔ اور وہ کسی بھی حقدار کو مایوس نہیں کرے گا! اس پر لوگوں نے عقیل کی طرف دیکھا اور عقیل ہاتھ اٹھا کر بولا!

" آپ نے مجھے کیوں بلایا تھا—!... بابا..."

"کیا تم بھی میرے ہی جسم کا ایک حصہ نہیں ہو!" سردار داراب نے مغموم آواز میں کہا!

"جی ہاں— بد گوشت!..."

"بکواس مت کرو عقیل اور نہ تھپڑ ماروں گا— گدھے کہیں کے..." سردار داراب نے کہا اور پھر اپنی تقریر شروع کر دی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وصیت کی تفصیل اس کے مرنے سے پہلے کسی کو نہیں معلوم ہو سکے گی! وصیت نامہ قانونی مشیر کے پاس محفوظ رہے گا اور اس وصیت نامے کی تکمیل آئندہ شام تک ہو جائے گی۔ تقریر ختم کر کے وہ بیٹھ گیا۔ سب خاموش تھے۔ عقیل کے علاوہ اور کسی کے چہرے سے نہیں ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے اس تقریر سے ذرہ برابر بھی دلچسپی رہی ہو۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور وہ بار بار اپنا نچلا ہونٹ چبا رہا۔ آخر وہ بڑبڑانے لگا۔

"نہیں... میں اسے نہیں برداشت کر سکتا۔ آخر حقداروں کے مجمع میں مجھے کیوں گھسیٹا گیا۔ بابا یہ میری توہین ہے۔ اب میں کیسل میں نہیں رہوں گا! کہیں اور جا مروں گا... جناب..."

سردار داراب ہاتھ کے اشارے سے نشست برخاست کر کے اٹھ گیا۔

(۱۴)

رات گہری تاریک تھی۔ آسمان میں بادلوں کے پرے کے پرے تیرتے پھر رہے تھے۔ ایک لمحہ کے لئے تاروں کی چھاؤں نظر آتی اور پھر کھسکتے ہوئے آسمان کو بادل ڈھانپ لیتے۔ بلقیس اور شاہدہ عمارت کی چھت پر چل رہی تھیں...

" آخر تم کیا کرتی پھر رہی ہو۔" بلقیس نے کہا۔

"میں پریشان ہوں بلقیس معلوم نہیں یہ پاگل آدمی کیا کرنا چاہتا ہے۔ آج ڈرامہ اسی نے ترتیب دیا تھا لیکن مقصد نہ بابا کو بتایا نہ مجھے۔"

"اوہ تو کیا یہ سب کچھ انہیں بچھوؤں کے سلسلے میں ہو رہا ہے۔"

"میں اب یہ بھی نہیں کہہ سکتی۔ خدا جانے کیا معاملہ ہے۔"

"یہ شراب والا واقعہ خوب رہا۔ میرا خیال ہے تمہارے بابا مجھے وہاں سے اٹھانا چاہتے تھے۔"

"ہرگز نہیں۔ ان کے مذاق اسی قسم کے ہوتے ہیں۔"

"تو پھر کہیں وہ بچھو والا معاملہ بھی مذاق ہی نہ رہا ہو۔ تمہیں خوفزدہ کر کے ہنسانا چاہتے رہے ہوں۔"

"خدا جانے....."

"پھر تم اب کیا کرتی پھر رہی ہو۔"

"بابا کے کمرے میں جھانکیں گے۔" شاہدہ نے کہا۔ "وہ عمران ان کے کمرے میں گیا تھا۔ پھر میں نے اسے باہر آتے نہیں دیکھا اور کچھ دیر بعد کمرے میں نیلی روشنی نظر آنے لگی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ بابا سونے جا رہے ہیں۔ لہٰذا عمران کو ایسی صورت میں باہر آ جانا چاہئے۔ مگر تقریباً آدھے گھنٹے تک انتظار کرتی رہی۔ وہ باہر نہیں آیا۔"

"پھر جھانکنے سے کیا فائدہ؟"

"میں دیکھوں گی کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ میں آج بہت پریشان ہوں! آج کی دعوت ہر لحاظ سے غیر معمولی تھی۔"

ایک جگہ شاہدہ رک گئی وہاں ایک روشندان کے شیشوں سے نیلی روشنی نظر آ رہی تھی۔ دوسرے ہی لمحہ میں وہ روشندان پر جھکی اور پھر اس طرح اچھل کر پیچھے آ پڑی جیسے بجلی کا دھچکا لگا ہو۔ بلقیس اسے اٹھانے کے لئے جھپٹی۔

"بابا....." شاہدہ بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑائی..... "بابا کو بچاؤ....." پھر وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگی۔ "بابا کو بچاؤ۔ بابا کو بچاؤ!"

بلقیس بری طرح کانپ رہی تھی۔ سناٹے میں شاہدہ کی چیخیں بازگشت پیدا کرتی رہیں پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے پورے کیسل میں کہیں آدمیوں کا نام و نشان تک نہ ہو۔ اب پھر وہی بیکراں سناٹا تھا اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں! بلقیس بڑی تیزی سے روشندان کی طرف بڑھی اور دوسرے ہی لمحے میں اس کے پیروں کے تلے سے زمین نکل گئی۔ سردار داراب کے کمرے میں سات آدمی نظر آ رہے تھے۔ چھ کے چہروں پر سیاہ نقابیں تھیں اور ساتواں عمران اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑا تھا اور ایک نقاب پوش کا ریوالور اس کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ پانچ آدمی سردار داراب کے ہاتھ پیر باندھ رہے تھے۔

دفعتاً عمران نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور نقاب پوش نے پے در پے دو تین فائر

جھونک دیئے۔ بلقیس نے عمران کو بندروں کی طرح اچھلتے کودتے دیکھا اور پھر وہ ایک لمبی کراہ کے ساتھ فرش پر گر گیا۔ بلقیس کی گھگھی بندھ گئی۔ وہ صرف دیکھ سکتی تھی۔ نہ بول سکتی تھی اور نہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکتی تھی۔ نقاب پوش اتنے مطمئن نظر آ رہے تھے جیسے اب انہیں کسی کی دخل اندازی کا خدشہ ہی باقی نہ رہا ہو۔ جب وہ سردار داراب کو باندھ چکے تو فائر کرنے والے نقاب پوش نے عمران کی لاش کی طرف اشارہ کیا۔ ایک آدمی شاید اسے سیدھا کرنے کے لئے بڑھا۔ وہ اس پر جھکا ہی تھا کہ بلقیس نے اسے اچھل کر فائر کرنے والے پر گرتے دیکھا۔ دونوں ایک ساتھ فرش پر ڈھیر ہو گئے اور عمران ان دونوں پر سوار تھا۔ پھر شاید وہ فائر کرنیوالے ہی کا ریوالور تھا جسے عمران مٹھی میں دبائے ہوئے اٹھ کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ "کھڑے ہو جاؤ..... اپنے ہاتھ اٹھاؤ۔" اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے بلقیس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ پتہ نہیں وہ مسکرا رہی تھی یا یہ وقتی اعصابی اختلال کا نتیجہ تھا۔

"سردار داراب کو کھول دو۔ ورنہ تم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔" عمران نے انہیں للکارا۔ ادھر بلقیس بے ساختہ اچھل پڑی۔ شاہدہ حواس درست ہونے پر پھر روشندان کی طرف جھپٹی تھی۔ نہ جانے کیوں ان دونوں کے حلق گویا بند سے ہو گئے تھے۔ شاہدہ پھر روشندان پر جھک پڑی۔

ادھر ایک آدمی ہمت کر کے عمران پر جھپٹا ہی تھا کہ ریوالور کی سرخ زبان نکل پڑی اور وہ اپنی ران دبائے ہوئے ڈھیر ہو گیا۔

"سردار کو کھولو۔ ورنہ کوئی نہ بچ سکے گا۔ میری جیب میں بھی ایک ریوالور موجود ہے اس کی چار گولیاں ختم ہو چکی ہیں لیکن یہ!" اس نے جیب سے دوسرا ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔ "یہ تم سب کے لئے کافی ہو گا۔ میرا نشانہ کم خطا کرتا ہے۔"

مگر شاید یہ ان لوگوں کی موت و زندگی کا سوال تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں سردار داراب کا دشمن بے نقاب ہو جاتا۔

"ہمیں..... عمران کی مدد کرنی چاہئے!" شاہدہ نے بدقت تمام آہستہ سے کہا۔ پھر وہ بلقیس کو گھسیٹتی ہوئی زینوں کی طرف لے جانے لگی۔ ان میں سے کسی کو بھی نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کس طرح نیچے پہنچ کر سردار داراب کے کمرے تک پہنچیں۔ انہیں اس کا بھی ہوش نہیں تھا کہ وہ عمارت کی ویرانی پر دھیان دیتیں۔ حالانکہ وہ جانتی تھیں کہ اس عمارت میں کئی نوکر سوتے تھے۔ خصوصاً داراب کے خاص نوکر کا کمرہ اسی کے کمرے کے برابر تھا۔ مگر اتنی ہڑبونگ کے باوجود بھی کسی کی آنکھ نہیں کھلی تھی۔ سردار کی خوابگاہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

مگر اتنی دیر میں بساط بدل چکی تھی۔ وہ سب عمران پر ٹوٹ پڑے تھے اور عمران چیخ رہا تھا۔

"تمہارے فرشتے بھی مجھ سے ریوالور نہیں چھین سکتے۔"

"پھر ایک فائر ہوا۔ کمرے میں ایک چیخ گونجی اور حملہ آوروں میں سے ایک دور جا گرا۔ پھر فائر ہوا۔ دوسرا اچھلا اور دیوار سے ٹکرا کر فرش پر آ رہا۔ اب صرف تین رہ گئے تھے۔ دونوں لڑکیاں بے تحاشہ چیخ رہی تھیں۔ دفعتاً ایک نقاب پوش انہیں دھکا دیتا ہوا باہر بھاگا۔ لڑکیاں راہداری کی دوسری دیوار سے جا ٹکرائیں لیکن عمران دو آدمیوں کو چھوڑ کر بھاگنے والے پر جھپٹا۔ راہداری تاریک ہوتی تو شاید وہ نکل ہی گیا تھا۔ راہداری کے بلب ان لڑکیوں میں سے کسی نے روشن کئے تھے۔ عمران بقیہ دو آدمیوں کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ریوالور ان کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں رک گئے۔

"تمہارا بھی یہی انجام ہو سکتا ہے۔" عمران غرایا۔ "بہتری اسی میں ہے کہ زمین پر اوندھے لیٹ جاؤ۔" ان دونوں نے چپ چاپ تعمیل کی۔

"اور تم دونوں کیا دیکھ رہی ہو۔" عمران نے لڑکیوں کو للکارا۔ "سردار کی خبر لو۔ جلدی کرو ورنہ ہو سکتا ہے کہ ان کا دم گھٹ جائے۔"

"پیچھے دیکھو!" دفعتاً شاہدہ ہذیانی انداز میں چیخی۔ عمران چونک کر مڑا۔ زخمی نقاب پوش ایک بڑا چھرا پکڑے ہوئے اس کی طرف رینگ رہا تھا۔ شاید اس کی ٹانگ میں گولی لگی تھی اور وہ کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک ہی خیال تھا کہ وہ کسی طرح عمران کو ختم کر دے۔ اچانک عمران نے اچھل کر اس کے سر پر ٹھوکر لگائی اور وہ ایک لمبی کراہ کے ساتھ چت ہو گیا۔ لڑکیاں بھاگ کر اندر چلی گئی تھیں۔ وہاں تین آدمی فرش پر بے ہوش پڑے تھے اور کمرے میں ہر طرف خون کی لکیریں پھیل رہی تھیں۔ انہوں نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے سردار داراب کے چہرے پر سے کپڑا ہٹایا۔ داراب کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ پلکیں بھی جھپکا رہا تھا۔ لیکن زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کیوں کہ اس کے منہ میں حلق تک کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا۔ انہوں نے اس کے منہ سے کپڑا نکالا اور اس کے ہاتھ پیر کھولنے لگیں۔ سردار داراب خاموش پڑا رہا۔ پھر اس نے لڑکیوں کو اشارہ کیا کہ وہ اسے اٹھائیں۔ ان کی مدد سے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے بیٹھا رہا۔ پھر سر اٹھا کر بولا۔ "کیا یہ لوگ مر گئے ہیں۔"

"پتہ نہیں۔" شاہدہ اسے اٹھاتی ہوئی بولی۔ "اس کمرے سے چلئے....."

"عمران کہاں ہے....."

"راہداری میں۔"

"چلو....." سردار داراب کھڑا ہو گیا۔ اسی وقت عمران بھی کمرے میں داخل ہوا۔

"تم نے انہیں مار ڈالا۔" سردار داراب نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں تو پھر کیا ان کی پوجا کرتا۔ تین وہاں راہداری میں بھی ہیں۔" عمران نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"کیا انہیں بھی مار ڈالا۔" سردار داراب لڑکھڑا کر دیوار سے جا لگا۔

"کیوں خواہ مخواہ مجھے بور کر رہے ہیں۔ ان میں سے مجھے کوئی بھی اتنا حیادار نہیں معلوم ہوتا کہ ٹانگوں پر گولی لگنے سے مر جائے۔"

"ہوں....." سردار داراب نے ایک طویل سانس لی۔ عمران نے کمرے میں پڑے ہوئے تینوں آدمیوں کے چہروں سے نقابیں ہٹائیں۔ لیکن سردار داراب نفی میں سر ہلاتا ہوا بولا۔ "ان میں سے کسی کو بھی نہیں پہچانتا۔"

پھر وہ راہداری میں آئے۔ دو آدمی برابر سے اوندھے پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں بھی ٹھوکریں مار مار کر بے ہوش کیا تھا۔ سردار داراب نے ان دونوں کو بھی پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اب صرف وہ آدمی باقی بچا تھا جس نے عمران کو چھرا مارنے کی کوشش کی تھی۔ جیسے ہی عمران نے اس کے چہرے سے نقاب ہٹائی نہ صرف داراب بلکہ لڑکیاں بھی بدحواس ہو گئیں۔ ان کے سامنے ڈاکٹر نجیب چت پڑا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سردار داراب کو سکتہ ہو گیا ہو۔ وہ کچھ دیر بعد ہکلایا۔

"اس معام..... لے..... کک..... کو..... دبا ہی دینا بہتر ہو گا۔"

"یہ ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن..... آپ اگر اس معاملے میں دخل دیں گے تو میں آپ کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں مجھے۔ میں ایک ذمہ دار آفیسر ہوں۔"

"پرائیویٹ سراغرساں۔"

"یہ محض بکواس ہے۔ ہمارے ملک میں پرائیویٹ سراغرسانی کے لئے لائسنس نہیں دیئے جاتے۔" عمران نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے سارے زخمیوں کو سردار داراب کی خوابگاہ میں بند کر دیا۔ پھر عمارت میں نوکروں کو تلاش کرتے ہوئے یہ حقیقت کھلی کہ سارے نوکر پہلے ہی بے بس کر دیئے گئے تھے۔ عمران اور لڑکیوں کے کمروں کی بھی تلاشی لی گئی تھی۔ لیکن عمران اس وقت سردار داراب کی مسہری کے نیچے آرام کر رہا تھا اور لڑکیاں چھت پر ٹہلتی پھر رہی تھیں۔ سردار داراب کا خاص نوکر اپنے کمرے میں بے ہوش پایا گیا۔ شاید اسے کلوروفارم دیا گیا تھا۔ دوسرے نوکروں کو بھی کافی دیر کے بعد ہوش آ سکا۔ پھر ذرا ہی سی دیر میں سارا کیپٹل اس

عمارت میں اسٹڈ پڑا..... بستی کے پولیس اسٹیشن کو فون کیا گیا۔ دوسری طرف عمران سردار داراب اور اس کے تین منیجروں سمیت ڈاکٹر نجیب کی رہائش گاہ پر پہنچا اور عمارت کا ایک ایک گوشہ دیکھتا پھرا۔ لیکن سردار داراب کو الجھن ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس بھاگ دوڑ کا مقصد اس کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا۔ اس نے عمران سے اس کے متعلق پوچھا۔

"بچھوؤں کا مقصد تلاش کر رہا ہوں کیونکہ ابھی تک بچھوؤں کا مقصد میری سمجھ میں نہیں آسکا اگر نجیب یہ چاہتا تھا کہ آپ وصیت نامہ مرتب نہ کر سکیں تو پہلے بھی بچھوؤں والی حرکت کرنے کی بجائے آپ کو مار ہی ڈالتا۔ لیکن محض وصیت نامہ مرتب کرنے سے پہلے مر بھی جاتے تو اس سے کیا فرق پڑتا۔ قانونی طور پر آپ کے دوسرے ورثا ہر حال میں آپ کی املاک میں سے حصہ پاتے۔ لہٰذا وصیت نامہ والا چکر فضول ہے۔"

"پھر تم نے یہ ڈرامہ کیوں کیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں اسی کی توقع تھی، جو اس وقت ظہور پذیر ہوا ہے۔"

"آپ کا خیال درست ہے۔ اس وقت وہی کچھ پیش آیا ہے، جو میں نے سوچا تھا۔ لیکن اب مجھے اصل کی تلاش ہے یہ تو محض ایک واقعہ تھا۔"

عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر سردار داراب سے پوچھا۔ "ہاں وہ آہنی دروازہ کب سے بلایا جا رہا ہے یعنی کہ اس عمارت میں آہنی قفل کب سے ہوا ہے۔"

"یہی کوئی ماہ ڈیڑھ ماہ پہلے کی بات ہے۔" سردار داراب نے جواب دیا۔

"گڈ..... "عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں ذرا اس عمارت کو بھی دیکھ لوں۔ اگر وہاں بھی مجھے مقصد نہ معلوم ہو سکا تو یہی سمجھوں گا کہ بچھوؤں کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔"

سردار داراب کچھ نہ بولا۔ وہ اس وقت عمران کے اشاروں پر ناچ رہا تھا۔ اس نے آہنی دروازہ کے قفل کی کنجی منگوائی۔ تھوڑی ہی دیر بعد آہنی دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے۔ انہیں ایک کمرے میں مدھم سی روشنی دکھائی دی۔ عمران کے علاوہ اور سب جہاں بھی تھے، وہیں رک گئے۔ لیکن عمران کمرے کی طرف بڑھتا رہا۔ دروازے پر رک کر اس نے انہیں آنے کا اشارہ کیا۔ سردار داراب آہستہ آہستہ آگے بڑھا لیکن وہ تینوں وہیں رہے۔

عمران سردار داراب کا ہاتھ پکڑے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے ہی ایک پلنگ پر کوئی سو رہا تھا اور اس کا جسم کمبل سے ڈھکا ہوا تھا جیسے ہی عمران پلنگ کی طرف بڑھا سردار داراب نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے محسوس کیا کہ سردار بری طرح کانپ رہا ہے۔ عمران نے اس سے ہاتھ چھڑا کر سونے والے کا کمبل کھینچ لیا اور دوسرے ہی لمحہ میں سردار داراب کے حلق سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی۔ کیوں کہ پلنگ سے اچھل کر اٹھنے والا بھی سردار داراب ہی تھا۔

"بھوت۔" سردار داراب عمران سے لپٹ گیا۔

"خبردار!" عمران نے اپنے ریوالور کا رخ پلنگ سے اٹھنے والے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔" پھر وہ سردار داراب سے بولا۔ "بچھوؤں کا مقصد ظاہر ہو گیا۔ سردار صاحب کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے سامنے آئینہ نہیں ہے۔"

سامنے کھڑے ہوئے آدمی اور سردار داراب میں سرمو فرق نہیں تھا سردار داراب بدستور کانپ رہا۔ مگر دوسری طرف اس کا ہم شکل بھی بری طرح کانپ رہا تھا۔

"ڈاکٹر نجیب صرف اسی دن آپ کو وصیت نامہ مرتب کرنے سے روکنا چاہتا تھا جب تک کہ اس کا تجربہ مکمل نہ ہو جائے۔ آج اگر وہ کامیاب ہو جاتا تو آپ مر جانے کے باوجود بھی زندہ رہتے یعنی آپ کی جگہ پلاسٹک سرجری کا یہ شاہکار لے لیتا اور آپ کی دولت پر صرف ڈاکٹر نجیب کا ہاتھ ہوتا۔ پھر کسی وصیت نامے کی ضرورت ہی باقی نہ رہ جاتی اور وہ اس کے بعد آہستہ آہستہ آپ کے دوسرے وارثوں کو بھی اپنی راہ سے ہٹا دیتا۔ اس عمارت کو اسی لئے آسیب زدہ بنایا گیا تھا کہ کوئی ادھر کا رخ بھی نہ کر سکے اور ڈاکٹر نجیب یہاں اطمینان سے اپنا یہ شاہکار مکمل کرتا ہے۔ اب میں مطمئن ہوں سردار صاحب۔"

"بچھوؤں کا مقصد صرف یہ تھا کہ آپ وصیت نامہ نہ مرتب کر سکیں۔ اس وقت تک جب تک کہ آپ کی جگہ لینے والا بن کر تیار نہ ہو جائے!؟"

پھر عمران نے سردار داراب کے ہم شکل پر گھونسے برسانے شروع کر دیئے اور اس نے ذرا سی دیر میں اعتراف کر لیا کہ وہ سردار گڈھ کا ایک غنڈہ تھا اور ڈاکٹر نجیب نے اس پر پلاسٹک سرجری کا عمل کر کے اسے سردار داراب بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ بقیہ پانچ آدمیوں کے متعلق بھی اس نے بتایا کہ وہ اس کے چیلے تھے۔ صبح ہوتے ہوتے وہ سب پولیس کے حوالے کر دیئے گئے۔

سردار داراب اس طرح خاموش ہو گیا تھا جیسے اس کی قوت گویائی ہی سلب ہو گئی ہو۔

دوسری شام جب عمران داراب کیسل سے رخصت ہو رہا تھا۔ سردار داراب نے بڑے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی عمران کے سامنے رکھ دی۔

"میں مجبور ہوں سردار صاحب!" عمران نے کہا "مجھے افسوس ہے سر سلطان نے مجھے اس کی ہدایت نہیں کی تھی۔"

"میں دے رہا ہوں تمہیں اپنا بچہ سمجھ کر۔" سردار داراب نے گلوگیر آواز میں کہا۔ "میں تو چاہتا ہوں کہ تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو۔ کچھ دن تو ٹھہرو۔"

"مجھے افسوس ہے جناب میرے پاس ابھی کئی ایسے کیس ہیں جنہیں نپٹانا ضروری ہے!" عمران کا جواب تھا۔

پھر جب اس کی کار کیسل کے پھاٹک پر پہنچی تو شاہدہ اور بلقیس نے راستہ روک لیا۔ شاہدہ وہاں اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

شاہدہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس نے کہا "عمران صاحب میں نے بڑی گستاخیاں کی ہیں۔ معافی چاہتی ہوں....."

"ارے چلو۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "میں وہ آدمی ہی نہیں ہوں جس سے کوئی معافی مانگے۔ میری سگی بہن مجھے گالیاں دیتی ہے اور میرے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ہٹو سامنے سے ورنہ گاڑی چڑھا دوں گا۔"

"اللہ کے نام پر۔" بلقیس نے بسور کر کہا اور چیونگم کے تین چار پیکٹ نکال کر عمران کو دیے۔

"شکریہ..... یہ کام کیا ہے..... خدا اچھا رکھے....." عمران نے پیکٹ لے کر اپنی گود میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"پھر کبھی آئیے گا....." شاہدہ نے مغموم لہجے میں پوچھا!

"اب تم پلاسٹک سرجری کی ٹریننگ لو امریکہ جا کر۔ واپسی پر مجھے موجود پاؤ گی..... اچھا ٹاٹا۔" اس کی کار آگے بڑھ گئی۔

﴾تمام شد﴿